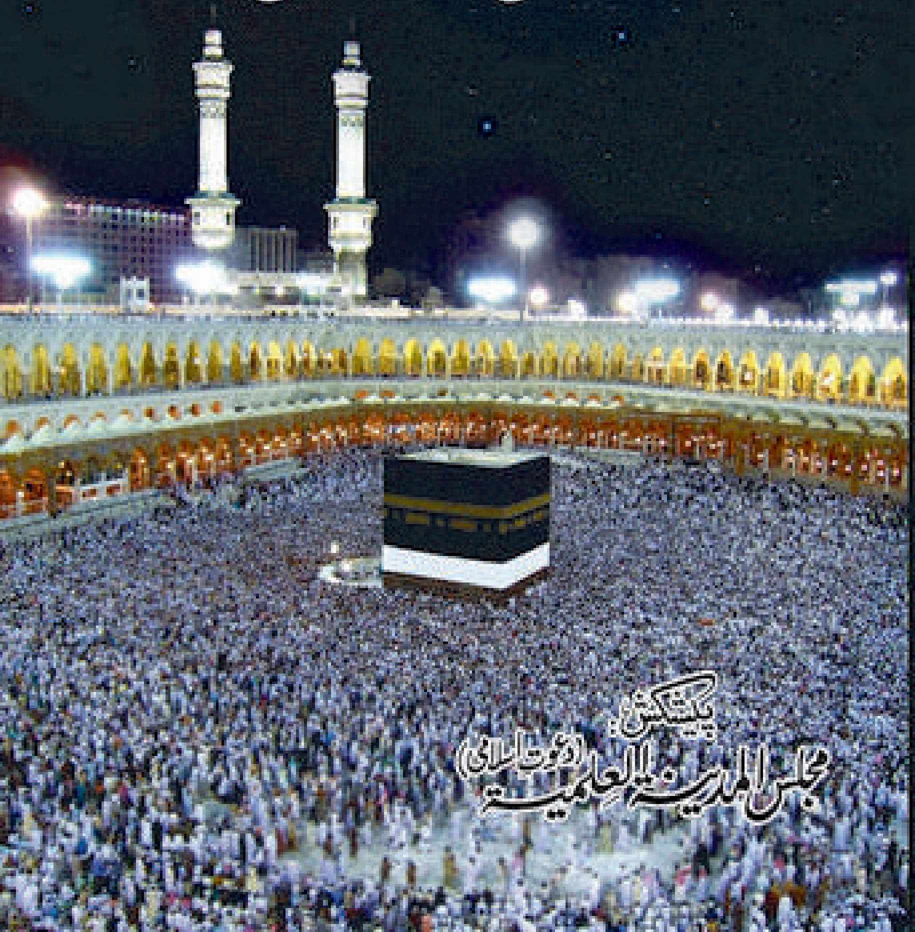
تراویح کے
فضائل و مسائل



پیشکش:
مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تراویح کے فضائل و مسائل

دُرود شریف کی فضیلت:

مکی مدنی سُلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:

زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلَاۃِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو کیونکہ تمہارا مجھ پر دُرود پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لیے نُور ہوگا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رَمضان کی شان

رَمضان تمام مہینوں کا سردار:

اللہ پاک کی رحمت پر قربان کہ اس نے ہمیں رَمضانُ المبارک کا مہینا عطا فرمایا ہے، یہ مہینا بڑی ہی عظمت و شان والا مہینا ہے۔ اس مہینے کی عظمت و شان کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآنِ کریم میں اللہ پاک نے مہینوں کی تعداد تو بیان فرمائی ہے[2] لیکن مہینوں کے نام بیان نہیں فرمائے، صرف رَمضانُ المبارک کا مہینا ایسا

---

❶..... جامع صغیر، حرف الزاء، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت

❷..... پارہ 10 سورۃُ التوبہ کی آیت نمبر 36 میں اِرشاد ہوتا ہے: ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان و زمین بنائے۔

ہے جس کا نام قرانِ کریم میں لیا گیا اور اس کے فضائل اور اَحکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ چنانچہ خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ٘ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۱۸۵ (پ۲، البقرۃ: ۱۸۵)

ترجمۂ کنزُالایمان: رَمضان کا مہینہ جس میں قرآن اُترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دِنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دُشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔

حدیثِ پاک میں اِس ماہِ مبارک کو تمام مہینوں کا سَردار فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ مکی مَدَنی سُلطان، سَرورِ ذِیشان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: سَیِّدُ الشُّهُوْرِ رَمَضَانُ، وَسَیِّدُ الْاَیَّامِ یَوْمُ الْجُمُعَةِ یعنی تمام مہینوں کا سردار رَمضان ہے اور تمام دِنوں کا سردار جمعہ کا دِن ہے۔ (1)

رَمَضان کی ہر گھڑی رَحمت بھری:

رَمَضَانُ الْمُبَارَک وہ بابرکت مہینا ہے جس کی ہر ہر گھڑی رَحمت بھری ہے

مدینہ

(1) معجم کبیر، ۹/ ۲۰۵، حدیث: ۹۰۰۰ دار احیاء التراث العربی بیروت

اور ہر ہر ساعت عبادت میں گزرتی ہے۔ جیسا کہ مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان "تفسیرِ نعیمی"، جلد 2 صفحہ 208 پر فرماتے ہیں: "ہر مہینے میں خاص تاریخیں اور تاریخوں میں بھی خاص وَقت میں عبادت ہوتی ہے مَثَلاً بقر عید کی چند (مخصوص) تاریخوں میں حج، مُحرَّم کی دَسویں تاریخ اَفضل، مگر ماہِ رَمضان میں ہر دن اور ہر وقت عبادت ہوتی ہے۔ روزہ عِبادت، اِفطار عِبادت، اِفطار کے بعد تَراویح کا اِنتِظار عِبادت، تَراویح پڑھ کر سحری کے اِنتِظار میں سونا عبادت، پھر سحری کھانا بھی عبادت اَلْغَرَض ہر آن میں خُدا عَزَّوَجَلَّ کی شان نظر آتی ہے۔"

رَمضان کی خُصُوصی عبادت نمازِ تَراویح:

اِس مہینے کی خُصُوصی عبادت "نمازِ تَراویح" ہے۔ نمازِ تَراویح کا اِہتمام نبیِّ اکرم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُبارک دور سے ہی چلا آرہا ہے۔ خود رَسولِ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین راتیں تَراویح کی جماعت کرائی، پھر اُمَّت پر شَفقت فرماتے ہوئے تَراویح کی جماعت تَرک فرمادی کہ کہیں اُمَّت پر تَراویح فرض نہ کردی جائے۔(1)

تَراویح کی اَہمیت وفضیلت

نمازِ تَراویح پر خُلَفائے راشِدین کی مُداوَمَت:

صَدْرُالشَّریعہ، بَدْرُالطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ

مـــــدینه

(1)...... بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل ما قام رمضان، ۱/۶۵۹، حدیث: ۲۰۱۲ ملخصاً دار الکتب العلمیۃ بیروت

اللهِ القَوِی فرماتے ہیں: اس پر خُلَفائے راشِدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے مُداوَمت (یعنی ہمیشگی) فرمائی اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اِرشاد ہے کہ ''میری سُنَّت اور سُنَّتِ خُلَفائے راشِدین کو اپنے اوپر لازِم سمجھو۔''(1) اور خود حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے بھی تَراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا۔(2)

فاروقِ اعظم نے دوبارہ تَراویح کی جماعت قائم فرمائی:

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الرَّحمٰن بِن عبدُ القاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں رَمضانُ الْمُبارَک میں اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ مسجد میں آیا تو لوگ وہاں مختلف اَنداز میں نمازِ تَراویح ادا کر رہے تھے۔ کوئی اپنی نماز پڑھ رہا تھا اور کسی نے جماعت قائم کی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''اِنِّیْ اَرٰی لَوْ جَمَعْتُ ھٰؤُلَاءِ عَلٰی قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَکَانَ اَمْثَلَ یعنی میرا خیال ہے اگر میں ان سب کو ایک ہی امام کے پیچھے جمع کر دوں تو بہت اچھا رہے گا۔'' چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قاریٔ قرآن حضرتِ سیِّدُنا اُبَی بِن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو امام مقرر فرما کر تمام لوگوں کو ان کی اِقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم دے دیا۔ پھر ایک رات میں اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ مسجد میں جانے کے لیے نکلا مسجد پہنچنے پر دیکھا کہ سب لوگ ایک ہی امام کے ساتھ نماز میں مشغول

مــــــــــدینه

1 ...... ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة...الخ، ۳۰۸/۴، حدیث: ۲۶۸۵ دار الفکر بیروت

2 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۶۸۸، حصہ: ۴ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بہت خوش ہوئے اور اِرشاد فرمایا: نِعْمَ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ یعنی یہ نیا طریقہ کتنا اچھا ہے۔ (1)

تراویح کی جماعت ایک اچھا فعل ہے:

حضرتِ سیِّدُنا اُبَی بِن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُنہیں رَمَضَانُ الْمُبارَک میں تراویح کی جماعت قائم کرنے کا حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''اِنَّ النَّاسَ یَصُوْمُوْنَ النَّھَارَ وَلَا یُحْسِنُوْنَ اَنْ یَّقْرَءُوْا فَلَوْ قَرَاْتَ عَلَیْھِمْ بِاللَّیْلِ یعنی لوگ دن کو روزہ تو اچھی طرح رکھ لیتے ہیں لیکن رات کو تراویح میں قراٰن اَحسن انداز میں نہیں پڑھ پاتے کیا ہی اچھا ہو کہ تراویح کی جماعت قائم کرکے تم اِن کو قراٰن سناؤ۔'' حضرتِ سیِّدُنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ''یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ھٰذَا شَیْءٌ لَمْ یَکُنْ یعنی اے امیر المؤمنین! یہ چیز پہلے تو نہیں تھی۔'' فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواباً اِرشاد فرمایا: ''قَدْ عَلِمْتُ وَلٰکِنَّہٗ حَسَنٌ یعنی مجھے معلوم ہے کہ تراویح کی جماعت پہلے نہیں تھی لیکن یہ ایک اچھا فعل ہے۔'' فَصَلّٰی بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً پس حضرتِ سیِّدُنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے لوگوں کو 20 رکعت تراویح پڑھائی۔ (2)

ملائکۂ عرش کی نمازِ تراویح میں حاضری:

منقول ہے کہ اللہ پاک کے عرش کے گِرد ''حَظِیْرَۃُ الْقُدْس'' نامی ایک جگہ ہے

مدینہ

1 ...... بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، ۱/۶۵۸، حدیث: ۲۰۱۰

2 ...... کنز العمال، کتاب الصلاۃ، صلاۃ التراویح، الجزء: ۸، ۴/۱۹۲، حدیث: ۲۳۴۶۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت

جو کہ نور کی ہے، اس میں اتنے فرشتے ہیں کہ جن کی تعداد اللہ پاک ہی جانتا ہے، وہ اللہ پاک کی عبادت کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتے، جب رَمضان کی راتیں آتی ہیں تو وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے زمین پر اُترنے کی اِجازت طَلب کرتے ہیں اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمَّت کے ساتھ نمازِ تَراویح میں حاضِر ہوتے ہیں، اگر کوئی ان کو چھوئے یا وہ اس کو مَس کریں تو وہ ایسا سعادت مند ہو جائے گا کہ اس کے بعد کبھی بَدبخت نہ ہو گا۔ اَمِیْرُالْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جب یہ حدیث سُنی تو اِرشاد فرمایا: ہم اس فضل واَجر کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ماہِ رَمضان میں لوگوں کو نمازِ تَراویح کے لیے جمع فرمایا۔[1]

تراویح گزشتہ گناہوں کی معافی کا سبب:

تراویح کی پابندی کی بَرکت سے سارے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔[2]

چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: **مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ** یعنی جو رَمضان میں (نمازِ تَراویح یا دِیگر عبادات وغیرہ کے لیے) قیام کرے ایمان کی وجہ سے اور ثواب طلب کرنے کے لیے تو اس کے گُزشتہ سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔[3]

مدینہ

1 ......الروض الفائق، المجلس الخامس فی فضل شھر رمضان وصیامہ، ص ۴۱ دار احیاء التراث العربی بیروت

2 ...... مراٰۃ المناجیح، ۲/ ۲۸۸ ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیا لاہور

3 ...... بخاری، کتاب الایمان، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، ۱/ ۲۶، حدیث: ۳۷

120 سال کی عمر میں نمازِ تراویح کی اِمامت:

حضرتِ سیِّدُنا ولید بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میرے والِد نے بتایا کہ حضرتِ سیِّدُنا سُوید بن غَفَلَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ماہِ رَمَضان میں ہمیں تَراویح پڑھایا کرتے تھے اور اس وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی عمر 120 سال کے قریب تھی۔[1]

بیٹے کا اِنتقال ہو جانے پر بھی تَراویح مکمل ادا فرمائی:

صَدْرُالشَّریعہ، بَدْرُالطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم شمسُ الْہُدٰی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا اِنتقال ہو گیا تو صَدْرُ الشَّریعہ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْوَرٰی اُس وقت نمازِ تَراویح ادا کر رہے تھے۔ اِطّلاع دی گئی تشریف لائے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا: ابھی آٹھ رَکعت تَراویح باقی ہیں، پھر نماز میں مَصروف ہو گئے۔[2]

تَراویح کی 20 رَکعتیں

سرکار عَلَیْہِ السَّلَام 20 رَکعت (تَراویح) ادا فرماتے:

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تَراویح کی 20 رَکعتیں ہیں۔[3] اور یہی اَحادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے رِوایت ہے:

مـــــــــــــــــــــــــــــــدینہ

1 ...... حلیۃ الاولیاء، سوید بن غفلۃ، ۴/ ۱۹۳، رقم: ۵۲۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت

2 ...... تذکرۂ صدرُ الشریعہ، ص ۲۶ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

3 ...... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ۲/ ۵۹۹ دار المعرفۃ بیروت

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ یعنی نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَمَضَانُ الْمُبارک میں 20 رکعت (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔(1) اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا اپنے دورِ خلافت میں 20 تراویح کو رائج فرمانا، صحابہ و تابعین، ائمۂ مجتہدین اور ائمۂ محدِّثین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا 20 رکعت تراویح پر ہمیشہ عمل کرنا اور 20 سے کم پر راضی نہ ہونا اس حدیث کو تقویت کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتا ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا جابر بِن عبدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ اَرْبَعَةً وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ یعنی نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَمَضان میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو 24 رکعات (یعنی چار فرض، 20 تراویح) اور تین وتر پڑھائے۔(2)

صحابۂ کرام 20 رکعت تراویح پڑھا کرتے:

حضرتِ سَیِّدُنا سائِب بِن یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ ہم فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانے میں 20 رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔(3)

مدینہ

1. ...... مصنف ابن ابي شيبة، كتاب صلاة التطوع والامامة، ٢/٢٨٦، حديث: ١٣ دار الفكر بيروت
2. ...... تاريخ جرجان للسهمي، ١/٣١٦، حديث: ٥٥٦ عالم الكتب بيروت
3. ...... معرفة السنن والآثار للبيهقي، كتاب الصلاة، باب قيام رمضان، ٢/٣٠٥، حديث: ١٣٦٥ دار الكتب العلمية بيروت

اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن عثمانِ غنی اور اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن عَلِیُّ الْمُرتَضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے دور میں بھی 20 رَکعت تَراویح پڑھی جاتی تھی۔[1] اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سیِّدُنا مولائے کائنات، عَلِیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ایک شخص کو حکم فرمایا: رَمَضان میں لوگوں کو 20 رَکعت تَراویح پڑھائے۔[2]

شارحِ بخاری حضرتِ علّامہ بَدْرُالدِّین محمود بن احمد عینی حنفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مَسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں نقل فرماتے ہیں: کَانَ یُصَلِّیْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ 20 رَکعت (تَراویح) اور تین وتر ادا فرماتے۔[3]

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الْعَزِیز بن رَفیع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رِوایت کرتے ہیں: کَانَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ اُبی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رَمَضان میں مدینۂ منورہ میں لوگوں کو 20 رَکعت (تَراویح) اور تین وتر پڑھاتے تھے۔[4]

20 رَکعت تَراویح پر اِجماعِ صحابہ:

حضرتِ سیِّدُنا علّامہ علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: اَجْمَعَ الصَّحَابَۃُ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیْحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً یعنی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا اِس بات پر اِجماع (یعنی متفقہ

مدینہ

1. ...... فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ، کتاب الصلاۃ، فصل فی صلاۃ التراویح، ۱/۳۴۲ دار ارقم بیروت
2. ...... السنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شھر رمضان، ۲/۶۹۹، حدیث: ۴۶۲۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت
3. ...... عمدۃ القاری، کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان، ۸/۲۴۶، تحت الحدیث: ۲۰۱۰ ملتان
4. ...... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، ۲/۲۸۵، حدیث: ۵ دار الفکر بیروت

فیصلہ) ہے کہ تراویح کی 20 رکعات ہیں۔[1]

بُزرگانِ دِین کا 20 رکعت تراویح پر عمل:

حضرتِ سَیِّدُنا امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اکثر عُلَما کا مذہب 20 رکعت تراویح ہے، جو حضرت عمر، حضرت علی اور دِیگر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مَروی ہے۔ سُفیان ثوری، عبدُ اللہ بِن مُبارک اور امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اِسی کے قائل ہیں۔ امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً یعنی ہم نے اپنے شہر مکۂ مکرمہ والوں کو 20 رکعت تراویح پڑھتے ہوئے پایا ہے۔[2]

حضرتِ سَیِّدُنا اَبُوخَصِیب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُجِیب مشہور تابعی حضرتِ سَیِّدُنا سُوید بن غَفَلہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بارے میں فرماتے ہیں: "كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِيْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً سُوید بن غَفَلہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ہمیں پانچ ترویحوں میں 20 رکعت (تراویح) پڑھاتے تھے۔" اور تابعی بزرگ حضرتِ سَیِّدُنا شُتَیْر بِن شَکَل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جو حضرتِ سَیِّدُنا عَلِیُّ الْمُرتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے شاگردوں میں سے ہیں، ان کے بارے میں مَروی ہے: "اَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ یہ لوگوں کو رَمضان میں 20 رکعت (تراویح) اور تین وتر پڑھاتے تھے۔"[3]

---

1. مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب قیام شھر رمضان، ۳/۳۸۲، تحت الحدیث: ۱۳۰۳ دار الفکر بیروت
2. ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی قیام شھر رمضان، ۲/۲۱۵، حدیث: ۸۰۶
3. سنن کبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شھر رمضان، ۲/۶۹۹، حدیث: ۴۶۱۹

کروڑوں حنفیوں کے عظیم پیشوا حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: اَلْقِیَامُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ سُنَّۃٌ لَا یَنْبَغِیْ تَرْکُھَا یُصَلِّیْ اَھْلُ کُلِّ مَسْجِدٍ فِیْ مَسْجِدِھِمْ کُلَّ لَیْلَۃٍ سِوَی الْوِتْرِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً یعنی رَمضانُ المبارک میں تراویح پڑھنا سُنّت ہے، اس کا ترک جائز نہیں۔ ہر مسجد والے اپنی اپنی مَساجِد میں رَمضانُ الْمُبارک کی ہر رات میں وتر کے علاوہ 20 رَکعت نمازِ تراویح ادا کریں۔(1)

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: اَلتَّرَاوِیْحُ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً وَکَیْفِیَّتُھَا مَشْھُوْرَۃٌ وَھِیَ سُنَّۃٌ مُؤَکَّدَۃٌ یعنی تراویح 20 رَکعت ہے، اس کا طریقہ مشہور و معروف ہے اور یہ سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔(2)

حضرتِ سیِّدُنا امام عبدُ الْوَہّاب شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی نقل فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام اَحمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کا قول ہے: اِنَّ صَلَاۃَ التَّرَاوِیْحِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً نمازِ تراویح رَمضانُ الْمُبارک میں 20 رَکعت ہے۔(3)

لفظِ "تراویح" اپنی دلیل آپ:

تراویح تَرْوِیْحَہ کی جمع ہے۔ تَرْوِیْحَہ ہر چار رَکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر راحت کرنے کو کہتے ہیں۔ اگر تراویح آٹھ رَکعت ہوتی تو بیچ میں ایک تَرْوِیْحَہ ہوتا۔ اس صورت

مدینہ

1 ...... فتاوٰی قاضی خان، کتاب الصوم، ۱/۱۱۲ پشاور

2 ...... احیاء العلوم، کتاب اسرار الصلاۃ و مھماتھا، ۱/۲۷۱ دار صادر بیروت

3 ...... المیزان الکبریٰ للشعرانی، ص ۲۱۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت

میں اس کا نام تَراویح جمع نہ ہوتا کیونکہ جمع کم از کم تین پر بولی جاتی ہے۔[1] اس سے معلوم ہوا کہ تَراویح کی آٹھ رَکعتیں نہیں بلکہ آٹھ سے زائد رَکعتیں ہیں اور وہ 20 ہیں جو صحابہ و تابعین، ائمۂ مجتہدین اور بُزرگانِ دِین رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے ثابِت ہیں۔

20 رَکعت تَراویح میں حِکمت:

صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس (یعنی تَراویح) کے بیس رَکعت ہونے میں یہ حِکمت ہے کہ فرائض و واجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کُل فرائض و واجب کی ہر روز بیس رَکعتیں ہیں، لہٰذا مناسب کہ یہ بھی بیس ہوں کہ مکمل و مکمل برابر ہوں۔[2]

رَمَضان میں تلاوتِ قرآن کا اِہتمام

سرکار عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام قرآنِ پاک کا دَور فرماتے:

اللہ پاک نے قرآنِ کریم کو رَمضانُ الْمُبارک کے مہینے میں نازِل فرمایا ہے۔ جیسا کہ پارہ 2 سورۃُ الْبقرہ کی آیت نمبر 185 میں خُدائے رَحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: "رَمضان کا مہینہ جس میں قرآن اُترا۔" لہٰذا ہمیں دِیگر مہینوں کے مقابلے میں رَمضانُ الْمُبارک میں کثرت سے تلاوتِ قرآن کا اِہتمام کرنا چاہیے۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَمضانُ الْمُبارک

مدینہ

1 ...... جاء الحق، حصہ دوم، ص ۴۴۴ قادری پبلیشرز مرکز الاولیا لاہور

2 ...... بہار شریعت، ۱/ ۶۸۹، حصہ: ۴

کی ہر رات میں جبریلِ امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ قرآنِ پاک کا دَور فرماتے۔[1]

ہمارے بزرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن بھی اس مہینے میں نمازِ تَراویح میں اور اس کے علاوہ بھی کثرت کے ساتھ قرآنِ کریم کی تلاوت فرماتے۔ تَرغیب و تَحْرِیص کے لیے بُزرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے شوقِ تلاوت کے چند واقعات پیشِ خدمت ہیں:

امامِ اعظم 62 قرآنِ پاک ختم کرتے:

حضرتِ سَیِّدُنا امام ابو یُوسُف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضرتِ سَیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رَمضانُ الْمُبارَک میں مَع عیدُ الْفِطر 62 قرآنِ پاک خَتم کرتے (ایک دن میں، ایک رات میں، ایک تَراوِیح کے اندر سارے ماہ میں اور ایک عید کے روز)۔[2]

امام شافعی 60 قرآنِ پاک خَتم کرتے:

حضرتِ سَیِّدُنا رَبیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَدِیْع فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی ماہِ رَمَضان میں 60 قرآنِ پاک خَتم کرتے تھے اور سب نماز میں خَتم کرتے۔[3]

حالتِ قیام میں 10 دِنوں میں قرآنِ مجید ختم:

حضرتِ سَیِّدُنا اَبو اَشْہَب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا اَبُو رَجاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رَمضانُ الْمُبارَک میں ہمارے ساتھ حالتِ قیام میں 10 دِنوں

مدینہ

1 ...... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ۲/۳۸۴، حدیث: ۳۲۲۰

2 ...... اَلخیراتُ الحسان، ص ۵۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت

3 ...... حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، ۹/۱۴۲، رقم: ۱۳۴۲۶

میں قرآنِ مجید ختم کرتے تھے۔[1]

تراویح میں پانچ قرآنِ کریم ختم فرمائے:

حضرتِ سَیِّدُنا شیخ اَبُو نَصر سراج رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رَمَضانُ الْمُبارک کے مہینے میں بغداد تشریف لائے اور مسجد شونیزیہ میں قیام فرمایا۔ وہاں کے لوگوں نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو رہائش کے لیے ایک حجرہ دے دیا اور مسلمانوں کی اِمامت آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے سپرد کر دی گئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے عید کی صبح تک مسلمانوں کی اِمامت کی اور نمازِ تَراویح میں پانچ قرآنِ کریم ختم فرمائے۔ دَورانِ قیام روزانہ رات کو خادِم ایک روٹی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو دے جاتا۔ جب عید کا دن آیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نماز کے بعد وہاں سے روانہ ہو گئے اور جب خادم نے حجرے میں دیکھا تو 30 کی 30 روٹیاں وہاں موجود تھیں۔[2]

آخری عشرہ کی ہر رات میں ایک ختمِ قرآن:

حضرتِ سَیِّدُنا سَلام بِن ابی مُطیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَدِیْع سے مَروی ہے کہ حضرتِ سَیِّدُنا قتادہ بِن دِعَامہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (عام دِنوں میں) سات راتوں میں ایک مرتبہ قرآنِ مجید ختم کیا کرتے، رَمَضانُ الْمُبارک میں تین راتوں میں اور رَمَضانُ الْمُبارک کے آخری عشرہ میں ہر رات ایک قرآنِ پاک ختم کرتے تھے۔[3]

مدینہ

1 ...... الزهد للامام احمد بن حنبل، زهد محمد بن سيرين، ص۳۱۹، رقم: ۱۸۳۹ دار الغد الجديد المنصورة

2 ...... كشف المحجوب، كشف الحجاب السابع في الصوم، ص۳۵۶ نوائے وقت پرنٹرز مرکز الاولیا لاہور

3 ...... سير اعلام النبلاء، قتادة بن دعامة، ۶/ ۹۵، رقم: ۷۴۶ دار الفكر بيروت

70سال کی عمر میں شَبِینہ میں پورا قراٰن ختم فرمایا:

حافظِ مِلَّت حضرت علّامہ شاہ عبدُ الْعزیز مُحدِّث مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی اپنے والدِ ماجِد اَلْحاج محمد غُلام نُور عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفُوْر کے بارے میں فرماتے ہیں: ایک بار والدِ ماجد ریاست حیدر آباد میں ماہِ رَمَضان میں محراب سنانے (یعنی قراٰنِ پاک سنانے) کے لیے بُلائے گئے۔ مدینہ مسجد میں 27 رَمضان کو شَبِینَہ ہوا۔ دوسرے حافظوں کو آپ کے سامنے پڑھنے کی جُراَت نہیں ہوئی، پورا قراٰنِ مجید والِد صاحب ہی نے ختم کیا۔ اس وقت والد صاحب کی عمر 70 سال تھی۔ وہاں کے لوگ اب تک یاد کرتے ہیں، کہتے ہیں ہم نے ایسا حافظ دیکھا ہی نہیں۔[1]

مغرب اور عشا کے دَرمیان ایک ختمِ قراٰن:

حضرتِ سیِّدُنا وَرقاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا سعید بِن جُبیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رَمَضان کے مہینے میں مغرب اور عشا کے دَرمیان ایک قراٰنِ پاک ختم کیا کرتے تھے۔[2] اللہ پاک ان بُزرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے ذوقِ تلاوت کے صَدقے ہمیں بھی قراٰنِ کریم کی تلاوت کرنے کا شوق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم

تلاوت کی توفیق دیدے اِلٰہی
گناہوں کی ہو دور دِل سے سیاہی

مـــــــــــــــــــــــــــدینہ

1 ...... حیاتِ حافظِ ملت، ص ۱۵۴ المجمع الاسلامی مبارک پور ھند

2 ...... حلیۃ الاولیا، سعید بن جبیر، ۴/ ۳۰۳، رقم: ۵۶۳۱

قُراٰنِ پاک کی حفاظت کاایک ذَریعہ

تَراویح نہ ہوتی تو حِفْظِ قراٰن کارَواج ختم ہو چکا ہوتا:

تَراویح قراٰنِ پاک کو یاد رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے کا ایک بہترین ذَریعہ ہے۔اس کے ذَریعے جہاں قراٰنِ پاک کی دُہرائی ہو جاتی ہے وہاں قراٰنِ پاک کی حفاظت کا بھی اِہتمام ہوتا ہے۔ اگر تَراویح نہ ہوتی تو حِفْظِ قراٰن کا رَواج بھی ختم ہو چکا ہوتا۔ چنانچہ مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: اے عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہم سب کی طرف سے جزاءِ خیر دے، تم ہی نے قراٰن جمع کرایا اور تم ہی نے حفاظتِ قراٰن کا ذَریعہ قائم کیا، یعنی باقاعدہ تَراویح کی جماعت میں ختمِ قراٰن ہونا، اگر تَراویح نہ ہوتی تو حفظِ قراٰن کا رَواج بھی ختم ہو چکا ہوتا۔ تمہارے اِحسان سے مسلمان تا قیامت سَبُکدوش نہیں ہو سکتے، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری قبرِ انور نور سے بھر دے۔[1] کئی حفاظِ کرام ایسے ہوتے ہیں جو سارا سال قراٰن نہیں پڑھ پاتے لیکن جب رَمضانُ الْمُبارَک کا مہینا قریب آتا ہے تو وہ بھی تَراویح سننے اور سنانے کے لیے خوب خوب قراٰنِ پاک کی دُہرائی کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

حُفَّاظ اَلفاظِ قراٰن کی بقا کا ذَریعہ ہیں:

رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اَشْرَافُ اُمَّتِیْ

مدینہ

1 ...... مراٰۃ المناجیح، ۳/ ۲۸۳

حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ یعنی میری اُمت کے بہترین لوگ قرآن اُٹھانے والے اور شب بیداری کرنے والے ہیں۔[1]

اِس حدیثِ پاک کے تحت مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: قرآن اُٹھانے والوں سے مُراد قرآن کے حافِظ ہیں یا اس کے مُحافِظ یعنی حُفَّاظ یا عُلَمائے کِرام کہ ان دونوں کے بڑے دَرَجے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے جس نے قرآن حِفظ کیا اس نے نبوت کو اپنے دو پہلوؤں کے دَرمیان لے لیا۔ حافظ اَلفاظِ قرآن کی بَقا کا ذَریعہ ہیں، عُلَماء مَعانی و مَسائِلِ قُرآن کی بَقا کا ذَریعہ اور صُوفیاءِ اَسْرارِ رُموزِ قرآنی کے بَقاء کا۔ رات والوں سے مُراد تہجد گزار ہیں۔ سُبْحٰنَ اللہ! جس شخص میں علم و عمل دونوں جمع ہو جائیں اس پر خُدا کی خاص مہربانی ہے۔[2] حُفَّاظِ کِرام کو چاہیے کہ اس نعمت کی قدر کریں اور روزانہ کم از کم ایک پارہ پڑھنے کا اپنا معمول بنالیں۔

قرآن پڑھنے والوں کی شان:

نبیِّ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: (قیامت کے دِن) قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا: پڑھتا جا اور ترقی کی مَنازِل طے کرتا جا اور اس طرح ٹھہر کر پڑھ جس طرح دُنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا، جہاں تو آخری آیت پڑھے

مـــــــــدینہ

1 ...... شعب الایمان، باب فی تعظیم القران، ۲/ ۵۵۶، حدیث: ۲۷۰۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت

2 ...... مراٰۃ المناجیح، ۲/ ۲۶۲

گا اسی کے پاس تیرا ٹھکانا ہے۔[1]

قرانی آیات کی تعداد جنَّت کے دَرَجات کے برابر:

حضرتِ سیِّدُنا اَبُو سلیمان خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: رِوایات میں آیا ہے کہ قرآن کی آیتوں کی تعداد جنَّت کے دَرَجات کے برابر ہے لہٰذا قاری سے کہا جائے گا کہ تو جتنی آیتیں پڑھ سکتا ہے اُتنے دَرَجے طے کرتا جا تو جو اُس وقت پورا قرآنِ پاک پڑھ لے گا وہ جنَّت کے اِنتہائی (سب سے آخری) دَرَجے کو پالے گا اور جس نے قرآن کا کوئی جُز (حصہ) پڑھا تو اُس کے ثواب کی اِنتہا قراءت کی اِنتہا تک ہو گی۔[2]

حافظِ قرآن کو کیسا ہونا چاہیے؟

حضرتِ سیِّدُنا مُسَیَّب بِن رَافِع رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ رِوایت کرتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بِن مَسْعُود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: حافِظِ قرآن کو چاہیے کہ جب لوگ سو رہے ہوں تو وہ اپنی رات کی حفاظت کرے (کہ اس میں جاگ کر قرآنِ مجید کی تلاوت اور اللہ پاک کی عبادت کرے ہرگز اسے غفلت میں نہ گزارے)۔ جب لوگ کھا پی رہے ہوں تو وہ اپنے دن کا خیال (یعنی روزہ) رکھے۔ جب لوگ خوش ہو رہے ہوں تو وہ اپنے غم کو یاد کرے (یعنی فکرِ آخرت کرے)۔ جب لوگ ہنس رہے ہوں تو وہ آنسو بہائے۔ جب لوگ باہم مِل جُل رہے ہوں تو وہ خاموش رہے اور جب لوگ تکبر کا شکار ہوں تو وہ

مــدینہ

1 ...... ابوداود، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراءۃ، ۲/۱۰۴، حدیث: ۱۴۶۴ دار احیاء التراث العربی بیروت

2 ...... مَعالِمُ السُّنَن، ۱/۲۷۰، تحت الحدیث: ۱۴۶۴ مکتبۃ المعارف الریاض

خشوع و خضوع اِختیار کرے۔ نیز حافظِ قراٰن کو چاہیے کہ وہ رونے والا، غمزدہ، حکمت و بُردباری، علم و اِطمینان والا ہو اور اسے چاہیے کہ وہ خُشک رو، غافل، شور مچانے والا، چیخ و پکار کرنے والا نہ ہو اور نہ ہی سخت مزاج ہو۔(1)

قراٰن بھلا دینے کا عذاب:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً حفظِ قراٰنِ کریم کارِ ثوابِ عظیم ہے مگر یاد رہے! حِفظ کرنا آسان مگر عمر بھر اِس کو یاد رکھنا دُشوار ہے۔ حفاظ و حافظات کو چاہئے کہ روزانہ کم از کم ایک پارہ لازِماً تلاوت کر لیا کریں۔ جو حفاظ حِفظ کر کے بھول چکے ہیں وہ بار بار اس کی وعیدات کو پڑھیں اور خوفِ خُدا سے لرزیں۔ چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا سَعد بِن عُبادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ نبیوں کے سُلطان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عِبرت نشان ہے: جس نے قراٰنِ پاک یاد کیا اور پھر اُس کو بھول جائے تو قیامت کے دِن اللہ پاک کے پاس کوڑھی ہو کر آئے گا۔(2) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دِین و مِلَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: اس (یعنی قراٰنِ مجید کو یاد کر کے بھول جانے والے) سے زیادہ نادان کون ہے جسے خُدا ایسی ہمَّت بخشے اور وہ اسے اپنے ہاتھ سے کھو دے اگر قدر اس (حفظِ قراٰنِ پاک) کی جانتا اور جو ثواب اور دَرَجات اِس پر مَوعُود ہیں (یعنی جن کا وعدہ کیا گیا ہے) ان سے واقِف ہوتا تو اسے جان و دِل سے زیادہ عزیز

مدینہ

1 ...... الزھد للامام احمد بن حنبل، فی فضل ابی ھریرۃ، ص ۱۸۳، رقم: ۸۹۲

2 ...... ابو داود، کتاب الوتر، باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیہ، ۲/۱۰۷، حدیث: ۱۴۷۴

(پیارا) رکھتا۔ مزید فرماتے ہیں: جہاں تک ہوسکے اِس کے پڑھانے اور حفظ کرانے اور خود یاد رکھنے میں کوشش کرے تاکہ وہ ثواب جو اس پر مَوعُود (یعنی وعدہ کئے گئے) ہیں حاصل ہوں اور بروزِ قیامت اندھا کوڑھی ہو کر اُٹھنے سے نجات پائے۔[1]

قراٰن کو ہمیشہ پڑھتے رہا کرو:

قراٰنِ کریم کو یاد رکھنے کے لیے اسے پابندی کے ساتھ پڑھتے رہنا ضَروری ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابو مُوسیٰ اَشْعَری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: قراٰن کو ہمیشہ پڑھتے رہا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ بھاگ کر نکلنے میں رسیوں سے بندھے ہوئے اُونٹ سے بھی زیادہ تیز ہے۔[2] اِس حدیثِ پاک کے تحت اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 644 پر فرماتے ہیں: "یعنی جس طرح بندھے ہوئے اُونٹ چُھوٹنا چاہتے ہیں اور اگر ان کی مُحافظت و اِحتیاط نہ کی جائے تو رِہا (یعنی آزاد) ہو جائیں اس سے زیادہ قراٰن کی کیفیت ہے اگر اسے یاد نہ کرتے رہو گے تو وہ تمہارے سینوں سے نکل جائے گا پس تمہیں چاہیے کہ ہر وقت اس کا خیال رکھو اور یاد کرتے رہو، اس دولتِ بے نہایت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔" لہٰذا حُفّاظِ کِرام کو سخت اِحتیاط اور محنت کی ضَرورت ہے۔ دِن رات

مــــــــــــــــــــدینه

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۳ / ۶۴۵-۶۴۷ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیا لاہور

2 ...... بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن و تعاھدہ، ۳ / ۴۱۲، حدیث: ۵۰۳۳

کوشش کریں اور قراٰنِ پاک کو یاد رکھیں تا کہ وہ ثواب جس کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ حاصِل ہو اور قیامت کے دن کوڑھی ہو کر اُٹھنے سے نجات پائیں۔

تَراویح میں خَتمِ قراٰن

تَراویح میں ختمِ قراٰن کا حکم:

صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: تَراویح میں ایک بار قراٰنِ مجید ختم کرنا سُنّتِ مُؤَکَّدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔ لوگوں کی سُستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے۔ اگر ایک ختم کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو پھر اگر اس رات میں یا اس کے پہلے ختم ہو تو تَراویح آخر رَمضان تک برابر پڑھتے رہیں کہ سُنّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔ اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہو تو سورتوں کی تَراویح پڑھیں اور اس کے لیے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے آخر تک دو بار پڑھنے میں 20 رَکعتیں ہو جائیں گی۔ (1)

تَراویح میں قراٰن دَرمیانے اَنداز پر پڑھیے:

قِراءَت اور اَرْکان کی اَدائیگی میں جلدی کرنا مکروہ ہے اور جتنی تَرتیل زیادہ ہو (یعنی جتنا ٹھہر ٹھہر کر پڑھے) بہتر ہے۔ یوہیں تَعَوُّذ و تَسْمِیہ و طُمَانِیْنَت (یعنی اِطمینان) و تسبیح کا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے۔ (2)

مدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۶۸۹-۶۹۰-۶۹۴، حصہ: ۴

2 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۶۹۰، حصہ: ۴

دَورانِ تلاوت حَرف چبانا:

شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فیضانِ رَمضان کے صفحہ 161 تا 163 پر فرماتے ہیں: افسوس! آج کل دِینی مُعاملات میں سُستی کادَور دورہ ہے، عُموماً تراویح میں قراٰنِ کریم ایک بار بھی صحیح معنوں میں ختم نہیں ہو پاتا۔ قراٰنِ پاک تَرتیل کے ساتھ یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے، مگر حال یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو اکثر لوگ اُس کے ساتھ تَراویح پڑھنے کیلئے تیار ہی نہیں ہوتے۔ اب وُہی حافِظ پسند کیا جاتا ہے جو تَراویح سے جلد فارِغ کر دے۔ یاد رکھیے! تَراویح اور نماز کے علاوہ بھی تِلاوت میں حَرف چبا جانا حرام ہے۔ اگر تَراویح میں حافِظ صاحب پورے قراٰنِ کریم میں سے صِرف ایک حَرف بھی چبا گئے تو خَتمِ قراٰن کی سُنّت ادا نہ ہو گی۔ بلکہ دورانِ نماز حَرف "چَب" جانے کی وجہ سے معنیٰ فاسِد ہونے یا مُہمل یعنی بے معنیٰ ہو جانے کی صورت میں وہ نماز بھی فاسِد ہو جائے گی۔ لہٰذا کسی آیت میں کوئی حَرف چَب گیا یا دُرُست "مَخْرَج" سے نہ نکلا اور بدل گیا تو لوگوں سے شَرمائے بِغیر پلٹ پڑیئے اور دُرُست پڑھ کر پھر آگے بڑھئے۔ ایک افسوس ناک اَمر یہ بھی ہے کہ حُفّاظ کی ایک تعداد ایسی ہوتی ہے جسے تَرتیل کے ساتھ پڑھنا ہی نہیں آتا! تیزی سے نہ پڑھیں تو بھول جاتے ہیں! ایسوں کی خِدمتوں میں ہمدردانہ مَشورہ ہے، لوگوں سے نہ شَرمائیں، خُدا کی قسم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی بَہُت بھاری پڑے گی لہٰذا بِلا تاخیر تجوید کے ساتھ پڑھانے والے کسی قاری صاحِب کی مدد سے از

اِبتِداء تا اِنتہا اپنا حفظ دُرُست فرمالیں۔ مَدولین کا خیال رکھنا لازِمی ہے نیز مَد، غُنَّہ، اِظہار، اِخفا وغیرہ کی بھی رِعایت فرمائیں۔ صاحبِ بہارِ شریعت حضرتِ صَدرُ الشَّریعہ، بَدرُ الطَّریقہ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قِراءَت کرے اور تَراویح میں مُتَوَسِّط (یعنی دَرمیانہ) اَنداز پر اور رات کے نوافِل میں جلد پڑھنے کی اِجازت ہے، مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم سے کم "مَدّ" کا جو دَرَجہ قارِیوں نے رکھا ہے اُس کو ادا کرے ورنہ حرام ہے۔ اس لئے کہ تَرتیل سے (یعنی خوب ٹھہر ٹھہر کر) قراٰن پڑھنے کا حکم ہے۔[1] پارہ 29 سورۃُ الْمُزَّمِّل کی چوتھی آیت میں اِرشادِ رَبّانی ہے: ﴿وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور قراٰن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

تَرتیل سے پڑھنا کسے کہتے ہیں؟

میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ "کمالین علیٰ حاشیہ جَلَالین" کے حوالے سے "تَرتیل" کی وضاحت کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں: "قراٰنِ مجید اِس طرح آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو کہ سننے والا اِس کی آیات و اَلفاظ گِن سکے۔"[2] نیز فرض نماز میں اس طرح تلاوت کرے کہ جُدا جُدا ہر حَرف سمجھ آئے، تَراویح میں مُتَوَسِّط (یعنی دَرمیانہ) طریقے پر اور رات کے نَوافل میں اتنی تیز پڑھ سکتا ہے جسے وہ سمجھ

مدینہ

1. بہارِ شریعت، ۱/ ۵۴۷، حصہ: ۳
2. فتاویٰ رضویہ، ۶/ ۲۷۶

سکے۔[1] "مدارِکُ التَّنزِیل" میں ہے: "قراٰن کو آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو، اس کا معنٰی یہ ہے کہ اِطمینان کے ساتھ، حُروف جُدا جُدا، وَقف کی حفاظت اور تمام حَرکات کی اَدائیگی کا خاص خیال رکھنا ہے، ﴿تَرْتِیْلًا﴾ اس مسئلے میں تاکید پیدا کررہا ہے کہ یہ بات تلاوت کرنے والے کے لئے نہایت ہی ضَروری ہے۔"[2] (تَرتیل کے اَحکام جاننے کیلئے فتاویٰ رَضویہ جلد6 صَفحہ 275 تا282 کا مُطالعہ فرمائیے۔)[3]

تَراویح کے لیے حُفّاظ کے اِنتخاب میں لمحۂ فکریہ:

تفسیر صِراطُ الْجِنان میں ہے: فی زمانہ حُفّاظ کا تو جو حال ہوچکا ہے وہ تو ایک طرف عوام اور مَساجِد کی اِنتظامیہ کا حال یہ ہوچکا ہے کہ تَراویح کے لئے اس حافِظ کو منتخب کرتے ہیں جو قراٰنِ پاک تیزی سے پڑھے اور جتنا جلدی ہوسکے تَراویح ختم ہوجائے اور اس امام کے پیچھے تَراویح پڑھنے سے جو تجوید کے مُطابق قراٰن پڑھتا ہے اس لئے دُور بھاگتے ہیں کہ یہ دیر میں تَراویح ختم کرے گا اور بعض جگہ تو یوں ہوتا ہے کہ تَراویح پڑھانے والے کو مسجد اِنتظامیہ کی طرف سے ٹائم بتادیا جاتا ہے کہ اتنے منٹ میں آپ کو تَراویح ختم کرنی ہے اور اگر اس وقت سے 5 منٹ بھی لیٹ ہوجائے تو حافِظ صاحب کو سُنا دیا جاتا ہے کہ حضرت آج آپ نے اتنے منٹ لیٹ کردی آئندہ

مــدینہ

1 ...... دُرِّمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ۲/ ۳۲۰ دار المعرفۃ بیروت

2 ...... مدارِکُ التّنزیل، ص۱۲۹۲ دار المعرفۃ بیروت، فتاویٰ رضویہ، ۶/ ۲۷۸- ۲۷۹

3 ...... فیضانِ رمضان، ص۱۶۱ تا۱۶۳ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

خیال رکھے گا۔ اے کاش کہ مسلمان اپنے وقت کا خیال کرنے کی بجائے اپنی نماز کی حفاظت کی فِکر کریں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔ (1)

نیک لوگوں کو اپنا اِمام بنائیے:

تراویح کی نماز ہو یا کوئی اور نماز اس کے لیے ایسے شخص کا اِنتخاب کیا جائے جو اِمامت کا اَہل ہو۔ ہمارے معاشرے میں دُنیوی معاملات میں تو بڑی ہوشیاری سے کام لیا جاتا ہے، کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کے ماہرین سے مشورہ کیا جاتا ہے، اس کے باوجود بھی پھونک پھونک کر قدم رکھا جاتا ہے کہ کہیں نقصان نہ ہو جائے، مگر بَدقِسمتی سے دِینی معاملات میں غور و فکر کرنے اور عُلَمائے کِرام کَثَّرَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے پوچھنے کا ذہن نہیں ہوتا، یہاں تک کہ نماز جیسی اَہم و افضل عبادت میں بھی غفلت و لاپروائی سے کام لیا جاتا ہے اور جسے چاہا نماز کی اِمامت کے لیے آگے بڑھا دیا جاتا ہے حالانکہ ہر ایک اس منصب کا اَہل نہیں ہوتا۔ حدیثِ پاک میں ہے: اگر تمہیں پسند ہو کہ تمہاری نماز قبول ہو تو چاہیے کہ تمہارے نیک تمہاری اِمامت کریں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان۔ (2)

خوش اِلْحان کے بجائے دُرُست خوان کو اِمام بنائیے:

بعض لوگوں کے نزدیک اِمامت کا مِعیار اچھی اور سُرِیلی آواز ہے، جس کی آواز

---

1. صراط الجنان، پ۲۹، المزمل، تحت الآیۃ: ۴، ۱۰ / ۱۵ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
2. مستدرک حاکم، ذکر مناقب مرثد بن ابی مرثد الغنوی، ۴ / ۲۳۷، حدیث: ۵۰۳۴ دار المعرفۃ بیروت

اچھی لگی اسے اِمامت کرنے اور تَراویح پڑھانے کے لیے منتخب کر لیتے ہیں حالانکہ اِمامت کا مِعیار اچھی اور سُریلی آواز نہیں بلکہ اچھی قِراءَت ہے۔ ہاں اچھی قِراءَت کے ساتھ ساتھ آواز بھی اچھی ہو تو سونے پہ سہاگا ہے، لہٰذا خوش اِلحانی دیکھنے کے ساتھ ساتھ دُرُست خوانی بھی ضَرور دیکھنی چاہیے۔ صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: خوش خوان کو امام بنانا نہ چاہیے بلکہ دُرُست خوان کو بنائیں۔ افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے، اکثر تو ایسا پڑھتے ہیں کہ یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا اَلفاظ و حُرُوف کھا جایا کرتے ہیں جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں اُنھیں دیکھیے تو حُروف صحیح نہیں ادا کرتے ہمزہ، الف، عین اور ذ، ز، ظ اور ث، س، ص، ت، ط وغیرہا حُروف میں تَفْرِقَہ (یعنی فرق) نہیں کرتے جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی۔ فقیر کو انھیں مصیبتوں کی وجہ سے تین سال ختمِ قُرانِ مجید سننا نہ ملا۔ مولا عَزَّوَجَلَّ مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ مَآ اَنْزَلَ اللہُ (یعنی جیسا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نازِل فرمایا ہے اس کے مُطابق) پڑھنے کی کوشش کریں۔(1)

نابالغ حافِظ کے پیچھے تَراویح پڑھنا کیسا؟

یوں ہی بسا اوقات تَراویح کے لیے نابالِغ حافِظ رکھ لیا جاتا ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: فرض نماز ہو یا تَراویح یا کوئی بھی نفل نماز، نابالِغ صِرف نابالغوں ہی کی اِمامت

مدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۶۹۱-۶۹۲، حصہ: ۴

کر سکتا ہے۔ کسی بھی نماز میں نابالغ کے پیچھے بالغین کی نماز جائز نہیں۔[1]

داڑھی مُنڈانے یا کم کرانے والے کی اِمامت کا حکم:

اِسی طرح بعض حفاظ ایسے ہوتے ہیں جو مَعَاذَ الله داڑھی مُنڈاتے یا ایک مٹھی سے کم کراتے ہیں انہیں بھی ہر گز امام نہ بنایا جائے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور اس نماز کو دوبارہ لوٹانا واجب ہوتا ہے۔ اِسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت عَلَيْهِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: داڑھی مُنڈانا اور کتروا کر حدِّ شَرع سے کم کرانا دونوں حرام وفِسق ہیں اور اس کا فِسق بِالْاِعْلان ہونا ظاہر کہ ایسوں کے مُنہ پر جَلی قلم سے فاسِق لکھا ہوتا ہے اور فاسقِ مُعْلِن کی اِمامت ممنوع و گناہ ہے۔[2] (داڑھی) کتروانا یا مُنڈوانا ایک دفعہ کا صغیرہ گناہ ہے اور عادت سے کبیرہ جس سے فاسقِ مُعْلِن (یعنی عَلانیہ کبیرہ گناہ کرنے والا) ہو جائے گا، اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجِب، اگر اِعادہ نہ کیا گیا (یعنی دوبارہ نہ پڑھی تو) گناہ گار ہو گا۔[3]

تَراویح پڑھانے والوں کیلئے مَدَنی پھول

قراٰنِ مجید پکا یاد ہونا چاہیے:

تَراویح پڑھانے والے کا حفظِ قراٰن پکا ہونا چاہیے، کیونکہ بصورتِ دِیگر اس کی

مـــــدینه

1 ...... فتاویٰ ھندیه، کتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ۱/ ۸۵ دار الفکر بیروت

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ۶/ ۵۰۵

3 ...... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۴۱ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

ساری توجہ اپنی مَنْزِل کی طرف ہی لگی رہے گی۔ رکوع، سجود اور تشہد میں بھی اس کا خیال مَنْزِل ہی کی طرف ہو گا، جس سے نمازِ تَراویح میں خُشوع و خُضوع نہیں ملے گا۔ تَراویح پڑھانے والے کو چاہیے کہ اپنی غَلَطیوں پر کنٹرول کرے کہ زیادہ غَلَطیاں نمازیوں کو بَدظن کر کے ان کی تعداد میں نمایاں کمی کا سبب بن سکتی ہیں۔

رکوع مقرر کرنے میں حکمت:

تَراویح میں ختمِ قرآن جتنے دِنوں میں کرنا ہو اس کے مُطابق روزانہ قرآنِ کریم پڑھا جائے۔ اس سے نمازیوں کو زیادہ مشقت کا سامنا بھی نہیں کرنا پڑے گا۔ بعض حفاظ اِبتدائی دِنوں میں کئی کئی پارے پڑھتے ہیں پھر آخری دِنوں میں کم پڑھتے ہیں۔ اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ لوگ گھبرا کر تَراویح پڑھنا ہی چھوڑ دیتے ہیں بِالْخُصُوص جو نئے آنے والے ہوتے ہیں وہ دوبارہ نہیں آتے۔ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ الْمدینہ کی مَطْبُوعہ 502 صَفحات پر مشتمل کتاب "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" صفحہ 149 پر ہے: "مَشائخ کرام (رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام) نے اَلْحَمْد شریف کے بعد پانچ سو چالیس (540) رکوع رکھے کہ تَراویح کی ہر رَکعت میں ایک رکوع پڑھے تو ستائیسویں شب میں کہ شبِ قدر ہے ختم ہو۔"

بعض حفاظ تَراویح کی اِبتدائی رَکعتوں میں بہت زیادہ پڑھتے ہیں اور آخری رَکعتوں میں اِنتہائی کم۔ اس سے بھی لوگ یہ سمجھ کر کہ بقیہ رَکعتیں بھی اتنی ہی بڑی ہوں گی وہ اَدھوری تَراویح چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام

فرماتے ہیں: ”افضل یہ ہے کہ تمام شفعوں میں قِراءَت برابر ہو اور اگر ایسا نہ کیا جب بھی حَرَج نہیں۔ یوہیں ہر شفع کی پہلی رکعت اور دوسری کی قراءَت مُساوی ہو دوسری کی قِراءت پہلی سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔“ (1)

نماز میں تَعْدِیْلِ اَرْکان واجِب ہے:

بعض حفاظ تَراویح میں قراٰن تو دَرمیانے اَنداز میں پڑھتے ہیں لیکن وقت بچانے کے لیے رکوع، سجود اور تشہد وغیرہ میں بہت جلدی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے تَعْدِیْلِ اَرْکان کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ یاد رکھیے! نماز میں ”تَعْدِیْلِ اَرْکان یعنی رکوع و سجود و قومہ (یعنی رکوع سے سیدھا کھڑے ہونے) و جَلْسہ (یعنی دو سجدوں کے دَرمیان سیدھا بیٹھنے) میں کم از کم ایک بار سُبْحٰنَ اللہِ کہنے کی قدر (مِقدار) ٹھہرنا (واجب ہے)۔“(2) حدیثِ پاک میں ہے: اِنسان کی نماز دُرُست نہیں ہوتی حتّٰی کہ رُکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی کرے۔ (3)

اِس حدیثِ پاک کے تحت مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: تَعدیلِ اَرکان یعنی نماز کو اِطمینان سے ادا کرنا واجب ہے۔ اس کے بغیر نماز کامِل نہیں بہت ناقِص اور واجبُ الْاِعادہ ہے۔ یہاں اگرچہ رُکوع

مدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۶۹۰، حصّہ: ۴

2 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۵۱۸، حصّہ: ۳

3 ...... ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ من لایقیم صلبہ فی الرُّکُوعِ وَالسُّجُودِ، ۱/ ۳۲۵، حدیث: ۸۵۵

سجدے کا ذِکر ہے مگر مُراد سارے اَرکان ہیں۔[1]

مائیک کی آواز بقدرِ ضَرورت رکھی جائے:

بعض حفاظ اپنی سہولت کی خاطر مائیک کی آواز کافی تیز رکھتے ہیں، اس سے انہیں تو سہولت مل جاتی ہے مگر نمازیوں کو کافی تشویش ہوتی ہے اور نمازیوں کا تشویش میں پڑنا انہیں بدظن کر کے مسجد سے دُور کر سکتا ہے۔ لٰہذا حاجت سے زیادہ تیز آواز نہیں ہونی چاہیے۔

ایک رُکن میں تین بار نہ کھجایا جائے:

تَراویح میں کافی دیر تک قیام کرنا پڑتا ہے، اس دَوران بعض حفاظ ایک ہی رُکن میں تین یا اس بھی زائد بار مائیک کو مُنہ کے قریب یا دور کرتے یا کھجاتے رہتے ہیں تو اس سے بھی نماز جاتی رہتی ہے جیسا کہ بہارِ شریعت جلد اوّل، صفحہ 614 پر ہے: ایک رُکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے، یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹالیا وَعَلٰی ھٰذَا اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔

کپڑوں کو سمیٹنا یا دونوں ہاتھوں سے دُرُست کرنا کیسا؟

اِسی طرح سجدے میں جاتے یا سجدے سے قیام کی طرف آتے وقت بِلاضَرورت کپڑوں کو سمیٹنے یا دُرُست کرنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

مــــــــــــــدینه

1 ...... مراۃ المناجیح، ۲/ ۷۴ ملتقطاً

داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا کیسا؟

بعض حفاظ کی عادت ہوتی ہے کہ وہ دَورانِ تَراویح داڑھی کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں یہ مکروہِ تحریمی ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے: کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا، کپڑا سمیٹنا، مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اُٹھا لینا، اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بِلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ، کپڑا لٹکانا، مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں، یہ سب مکروہِ تحریمی ہیں۔(1)

ایک یا تین رَکعت پر سلام پھیر دینے کا حکم:

بسا اوقات ایک رَکعت یا تین رَکعت پر بھولے سے سلام پھیر دیا جاتا ہے تو اس صورت میں نماز فاسِد ہو جاتی ہے اور یہ رَکعتیں تَراویح میں شامِل بھی نہیں ہوں گی۔ ہاں اگر سلام پھیرنے کے بعد منافیٔ نماز عمل کرنے سے پہلے یاد آ گیا اور کھڑے ہو کر ایک رَکعت اور ملا لی تو اس صورت میں نماز فاسِد نہ ہو گی، اَلبتہ آخر میں سجدۂ سہو کرنا ہو گا۔ اِسی طرح کا ایک سُوال مَع جواب فتاویٰ رضویہ سے پیشِ خدمت ہے:

سُوال: دو رَکعت تَراویح کی نیت کی قعدۂ اُولیٰ بھول گیا تین پڑھ کر بیٹھا اور سجدہ کیا تو نماز ہوئی یا نہیں اور ان رَکعتوں میں جو قرآن شریف پڑھا اس کا اِعادہ ہو یا نہیں اور چار پڑھ لیں تو یہ چاروں تَراویح ہوئیں یا نہیں؟

جواب: صورتِ اُولیٰ میں مَذہبِ اَصح پر نماز نہ ہوئی اور قرآنِ عظیم جس قدر

مدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۶۲۴، حصہ: ۳

اس میں پڑھا گیا اِعادہ کیا جائے۔ اور چار پڑھ لیں اور قعدۂ اُولیٰ نہ کیا تو مَذہبِ مُفتٰی بہ پر یہ چاروں دو ہی رَکعت کے قائم مقام گنی جائیں گی باقی اور پڑھ لے اور دونوں قعدے کیے تو قطعاً چاروں رَکعتیں ہو گئیں۔ چار رَکعت نفل دو قعدوں اور ایک سلام سے جائز ہیں اور کوئی کراہت نہیں ہے تاہم نفل دو دو پڑھنا افضل ہے۔ [1]

نماز فاسِد ہونے پر قرآن کا اِعادہ کیجیے:

اگر کسی وجہ سے نماز فاسِد ہو گئی تو ان رَکعتوں میں جو قرآنِ پاک پڑھا گیا تھا اسے بھی دوبارہ پڑھنا پڑھے گا۔ جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ جلد 1 صفحہ 118 پر ہے: "اگر کسی وجہ سے نمازِ تَراویح فاسِد ہو جائے تو جتنا قرآنِ مجید ان رَکعتوں میں پڑھا ہے اس کا اِعادہ کریں تاکہ ختم میں نقصان نہ رہے۔"

حافظ سجدۂ تلاوت بتانا بھول جائے تو کیا کرے؟

قرآنِ پاک میں 14 آیاتِ سجدہ ہیں۔ دَورانِ تَراویح جب کوئی آیتِ سجدہ آتی ہے تو حفاظِ کرام پہلے بتا دیتے ہیں کہ فُلاں رَکعت میں آیتِ سجدہ ہے۔ بسا اوقات حفاظِ کرام بتانا بھول جاتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں، اب جب آیتِ سجدہ پر پہنچتے ہیں تو شش و پنج میں پڑ جاتے ہیں کہ اب کیا کریں؟ بعض حفاظ تو آیتِ سجدہ پڑھتے ہی نہیں رکوع میں چلے جاتے ہیں، اگر یہ دوسری رَکعت ہو تو فَبِہا ورنہ دوسری رَکعت میں کسی اور مقام سے چند آیات پڑھ کر اسے پورا کرتے ہیں۔ کچھ حفاظ آیتِ

مــــــــــــــــدینہ

1. ...... فتاویٰ رضویہ، ۷/ ۵۶۷ ملتقطاً

سجدہ پڑھ کر سجدے میں چلے جاتے ہیں، مقتدیوں کو معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کچھ رکوع میں ہوتے ہیں تو کچھ سجدہ میں، ایک عجیب سا ماحول بن جاتا ہے، حافظ صاحب کو بھی ندامت ہونے لگتی ہے۔ ایسی صورتِ حال میں حافظ صاحب کو چاہیے کہ وہ آیتِ سجدہ پڑھ کر فوراً نماز کا رکوع کر لیں اور اس رکوع سے سجدۂ تلاوت کی نیت ہرگز نہ کریں، پھر قومہ کے بعد سجدہ کریں اور اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت کریں، اب اس سجدہ سے سجدۂ نماز بھی ادا ہو جائے گا اور سجدۂ تلاوت بھی اور مقتدیوں نے سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی تو بھی ان کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

سجدۂ نماز سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے:

ایسے ہی ایک سُوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: تلاوت کے لئے مُسْتَقِل سجدہ اَصلاً نہ کرے بلکہ آیتِ سجدہ پڑھتے ہی مَعاً نماز کا رُکوع بجالائے اور اس میں نیتِ سجدہ نہ کرے پھر قومہ کے بعد فوراً نماز کے سجدۂ اولیٰ میں جائے اور اس میں نیتِ سجدہ کرے اب نہ کوئی قباحت یا کراہت یا تفویتِ فضیلت لازِم ہوئی نہ مقتدیوں پر کچھ دِقت آئی اگرچہ انہوں نے کہیں نیتِ سجدۂ تلاوت کی نہ کی ہو کہ سجدۂ نماز جب فِی الْفور کیا جائے تو اس سے سجدۂ تلاوت خود بخود ادا ہو جاتا ہے اگرچہ نیت نہ ہو۔[1]

صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ

---

[1] فتاویٰ رضویہ، ۸/ ۲۳۶

رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں: اگر امام نے رُکوع سے سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی تو اسی سجدۂ نماز سے مقتدیوں کا بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا اگرچہ نیت نہ ہو، لہٰذا امام کو چاہیے کہ رُکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے کہ مقتدیوں نے اگر نیت نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہو گا اور رُکوع کے بعد جب امام سجدہ کریگا تو اس سے سجدۂ تلاوت بہر حال ادا ہو جائے گا نیت کرے یا نہ کرے پھر نیت کی کیا حاجت۔[1]

تراویح پڑھنے والوں کیلئے مَدَنی پھول

قراٰنِ پاک توجہ سے سُنیے:

تَراوِیح میں قراٰنِ پاک پڑھا جاتا ہے اور ”قراٰنِ مجید پڑھا جائے اسے کان لگا کر غور سے سننا اور خاموش رہنا فرض ہے۔“[2] اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: ﴿وَ اِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (پ۹، الاعراف: ۲۰۴) ترجمۂ کنزالایمان: ”اور جب قراٰن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سُنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔“ لہٰذا جب قراٰن پڑھا جا رہا ہو تو امام کے پیچھے قِراءَت کرنے اور بے توجہی، سُستی اور غفلت کا مُظاہرہ کرنے کے بجائے اپنی ساری توجہ قراٰنِ پاک سننے پر لگائے رکھیں۔

نماز میں سُستی کرنے سے بچیے:

سلام پھیرنے کے بعد بعض لوگ صَف میں بیٹھے رہتے ہیں، یا کھڑے کھڑے

مدینہ

1 ..... بہارِ شریعت، ۱/ ۷۳۴، حصہ: ۴

2 ..... فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۳۵۲

اِدھر اُدھر دیکھتے یا پیچھے جا کر باتیں کرنے یا بِلا وجہ پانی پینے وغیرہ میں مشغول ہو جاتے ہیں جیسے ہی امام صاحب رکوع میں جاتے ہیں تو فوراً آ کر نیت باندھ لیتے ہیں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 693 پر ہے: مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مُشابہت ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰىۙ﴾ (پ۵، النساء: ۱۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور (منافق) جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے۔

بِلا عُذر بیٹھ کر تراویح نہ پڑھیے:

یوں ہی بعض لوگ صحت مند اور تندرست ہونے کے باوجود کرسیوں پر بیٹھ کر، کچھ لوگ بعض رَکعتیں کھڑے کھڑے اور بعض زمین پر بیٹھے بیٹھے ادا کرتے ہیں ایسا بھی نہیں کرنا چاہیے۔ بِلا عُذر تَراویح بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فُقَہائے کِرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کے نزدیک تو ہوتی ہی نہیں۔[1] یاد رکھیے! سجدۂ حقیقی (زمین یا زمین سے بلند بارہ انگل کی کسی چیز) پر قدرت ہونے کے باوجود کرسی پر نماز پڑھی تو نماز ہو گی ہی نہیں کیونکہ سجدۂ حقیقی فرض اور اس پر قدرت ہونے کے باوجود اگر کرسی پر آگے لگی ہوئی تختی پر سر رکھ کر سجدہ کیا یا فقط سجدہ کا اِشارہ کیا تو سجدہ ہی نہیں ہوا اور جب سجدہ نہیں ہوا تو نماز بھی نہیں ہوئی۔[2]

مدینہ

1 ...... درمختار، کتاب الصلاۃ، مبحث صلاۃ التراویح، ۲/ ۶۰۳

2 ...... کرسی پر نماز پڑھنے کے احکام سے متعلق مزید تفصیل جاننے کیلئے دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کے مطبوعہ رسالے ”کرسی پر نماز پڑھنے کے احکام“ کا مطالعہ کیجیے۔

ناسمجھ بچوں کو ساتھ لانے سے اِجتناب کیجیے:

بعض لوگ نمازِ تَراویح میں اپنے ساتھ چھوٹے ناسمجھ بچوں کو لے آتے ہیں، بچے جب شرارتیں کرنے لگتے ہیں تو ان کی ساری توجہ بچوں کو سنبھالنے میں لگی رہتی ہے جس سے نماز میں خُشوع و خُضوع باقی نہیں رہتا۔اِسی طرح بچوں کے رونے دھونے، شور مچانے اور اُچھل کود کرنے سے جہاں دِیگر نمازیوں کو تشویش ہوتی ہے وہاں قرآنِ پاک پڑھنے والے حافظ صاحب پر بھی یہ بات نہایت گِراں گزرتی ہے اور بسا اوقات حافِظ صاحب بھول بھی جاتے ہیں۔

ناسمجھ بچوں کو مسجد میں لانے اور صَف میں کھڑا کرنے کا حکم:

ایسے ناسمجھ بچے جن سے نجاست کا گمان غالِب ہو، انہیں مسجد میں لانا مکروہِ تحریمی یعنی ناجائز و گناہ ہے اور اگر نجاست کا محض اِحتمال اور شک ہو تو مکروہِ تنزیہی ہے یعنی گناہ تو نہیں مگر بچنا بہتر ہے۔ جہاں تک صفوں میں ان کے کھڑے ہونے کی بات ہے تو بالکل ناسمجھ بچے جو نماز پڑھنا ہی نہیں جانتے چونکہ نماز کے اَہل ہی نہیں ہوتے لہٰذا ان کے صَف میں کھڑے ہونے سے ضَرور صَف قطع ہوگی اور قطعِ صَف ناجائز و گناہ ہے۔ لہٰذا انھیں ہرگز مَردوں کی صَف میں کھڑا نہ کیا جائے تکمیلِ صَف کا دھیان رکھا جائے۔[1] حدیثِ پاک میں ہے: مسجِدوں کو بچّوں، پاگلوں، خرید و فروخت، جھگڑے، آواز بلند کرنے، حُدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔[2] عموماً مُشاہدہ

---

1. ... ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی) جنوری 2018ء، دارالافتاء اہلسنّت، ص ۱۳ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
2. ... اِبنِ ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب مایکرہ فی المساجد، ۱/ ۴۱۵، حدیث: ۷۵۰ دار المعرفۃ بیروت

یہی ہے کہ جب چھوٹے بچے مسجِد میں جمع ہوتے ہیں تو آپس میں شرارتیں شروع کر دیتے ہیں، نَمازیوں کے آگے سے گزرتے اور خوب اودھم مچاتے ہیں نیز دَورانِ نماز بسااوقات رونا شروع کر دیتے ہیں جس سے نماز میں زبردست خَلَل آتا اور مسجد کا تَقَدُّس پامال ہوتا ہے اور کبھی کبھار تو مسجد میں پیشاب پاخانے تک کر دیتے ہیں تو ان ساری باتوں کا وبال بچوں کو مسجد میں لانے والے پر آتا ہے جبکہ وہ لانے والا بالغ ہو لہٰذا چھوٹے بچوں کو ہرگز مسجِد میں نہ لایا جائے۔

پوری تَراویح ادا کیجیے:

کچھ لوگ آٹھ یا دس تَراویح پڑھ کر چلے جاتے ہیں، اس طرح اگرچہ وہ اتنی رَکعتوں پر تو عمل کر بیٹھتے ہیں لیکن چونکہ تَراویح کی 20 رَکعات سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہیں اس کے تَرک کرنے کے باعث گنہگار ہوتے ہیں۔ لہٰذا مکمل 20 تَراویح پڑھنے کی سعادت حاصِل کیجیے۔

وتر جماعت کے ساتھ ادا کرنا کیسا؟

جن لوگوں نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی ہو تو وتر کی نماز بھی باجماعت ادا کر سکتے ہیں، اَلبتہ جس نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کی تو وہ وتر کی جماعت میں بھی شامِل نہیں ہو سکتا، چاہے اس نے تَراویح جماعت کے ساتھ پڑھی ہو یا تنہا۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 693 پر ہے: "اگر عشا جماعت سے پڑھی اور تَراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر عشا تنہا پڑھ لی اگرچہ تَراویح باجماعت پڑھی

تو وتر تنہا پڑھے۔" اگر عشا کے فرض ایک امام کے پیچھے پڑھے اور وتر دوسرے امام کے پیچھے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔(1)

تَراویح کی فوت شُدہ رَکعات:

اگر کوئی دَورانِ تَراویح جماعت میں شامل ہو تو سلام کے بعد کھڑے ہو کر اپنی فوت شُدہ رَکعت ادا کر کے دوبارہ جماعت کے ساتھ مل جائے۔ اگر کئی رَکعات فوت ہو گئی ہوں تو پہلے جماعت کے ساتھ جتنی رَکعتیں ملیں وہ پڑھ لے، پھر آخر میں جو رہ گئی تھیں انہیں تنہا ادا کر لے۔

پہلے تَراویح کی فوت شُدہ رَکعات پڑھی جائیں یا وتر؟

پہلے تَراویح کی فوت شُدہ رَکعتیں پڑھی جائیں گی یا وتر تو اس کے بارے میں صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اگر کچھ رَکعتیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کو کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے پھر باقی ادا کر لے جب کہ فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے اور اگر تَراویح پوری کر کے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے۔(2)

تَراویح میں لُقمہ دینے کے مَسائِل

فوراً لُقمہ دینا کیسا؟

تراویح پڑھاتے وقت بسا اوقات حافظ صاحب اٹک جاتے یا رُک جاتے ہیں تو

1 ...... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مبحث صلاۃ التراویح، ۲/ ۶۰۴

2 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۶۸۹، حصہ: ۴

فوراً انہیں لقمہ دے دیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ "فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے بلکہ تھوڑا توَقُّف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے۔ مگر جبکہ اس کی عادت معلوم ہو کہ رُکتا ہے تو بعض ایسے حُروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسِد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔[1]

لقمہ دیتے وقت قِراءَت کی نیت نہ کرے:

جو شخص بھی لقمہ دے اس کو چاہیے کہ لقمہ دیتے وقت وہ قِراءَت کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ اَلفاظ کہے۔[2] کیونکہ مقتدی کو قِراءَت سے منع کیا گیا ہے جبکہ لقمہ دینے سے منع نہیں کیا گیا۔[3] لہٰذا جو منع ہے اس کی نیت نہ کرے۔

مقتدیوں پر بتانا کب فرضِ کفایہ ہے؟

فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 280 پر ہے: "امام جب ایسی غَلَطی کرے جو مُوجبِ فسادِ نماز (یعنی نماز کے فاسِد ہو جانے کا باعث) ہو تو اس کا بتانا اور اِصلاح کرانا ہر مقتدی پر فرضِ کفایہ ہے ان میں سے جو بتا دے گا سب پر سے فرض اُتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا تو جتنے جاننے والے تھے سب مُرتکِب حرام ہوں گے اور نماز سب کی باطل ہو جائے گی، وجہ یہ کہ غَلَطی جب مُفسد ہو تو اس کی اِصلاح کرنے پر خاموشی، نماز کے بُطْلان کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس اِرشادِ مُبارک کی وجہ سے حرام ہے کہ ﴿وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ﴾ (پ۲۶، محمد: ۳۳) ترجمۂ کنزالایمان: "اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔" اور

مــــــــــــــــدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۶۰۷، حصہ: ۳

2 ...... فتاویٰ هندیه، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکره فیها، ۱/ ۹۹

3 ...... ردالمحتار، کتاب الصلاة، مطلب المواضع التی لا یجب فیها رد السلام، ۲/ ۴۶۱

ایک کا بتانا سب پر سے فرض اس وقت ساقِط کرے گا کہ امام مان لے اور کام چل جائے ورنہ اوروں پر بھی بتانا فرض ہو گا یہاں تک کہ حاجت پوری اور امام کو وُثُوق (یعنی اِعتماد) حاصل ہو۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک کے بتائے سے امام کا اپنی غَلَط یاد پر اِعتماد نہیں جاتا اور وہ اس کی تصحیح کو نہیں مانتا اور اس کا محتاج ہوتا ہے کہ مُتعَدَّد شہادتیں اس کی غَلَطی پر گزریں تو یہاں فرض ہو گا کہ دوسرا بھی بتائے اور اب بھی امام رجوع نہ کرے تو تیسرا بھی تائید کرے یہاں تک کہ امام صحیح کی طرف واپس آئے۔"

مقتدیوں پر بتانا کب واجِب ہے؟

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: امام غَلَطی کر کے خود مُتنَبِّہ (باخبر) ہوا اور یاد نہیں آتا، یاد کرنے کے لئے رُکا، اگر تین بار سُبْحٰنَ الله کہنے کی مقدار رُکے گا تو نماز مکروہِ تحریمی ہو جائے گی اور سجدۂ سہو واجب ہو گا، تو اس صورت میں جب اسے رُکا دیکھیں مقتدیوں پر بتانا واجب ہو گا کہ سُکوت (یعنی خاموشی) قدرِ ناجائز تک نہ پہنچے۔ دوسرے یہ کہ بعض ناواقفوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب غَلَطی کرتے ہیں اور یاد نہیں آتا تو اِضْطِرَاراً ان سے بعض کلمات بے معنیٰ صادِر ہوتے ہیں، کوئی "اُوں اُوں" کہتا ہے کوئی کچھ اور، اس سے نماز باطِل ہو جاتی ہے تو جس کی یہ عادت معلوم ہے جب رُکنے پر آئے مقتدیوں پر واجب ہے کہ فوراً بتادیں قبل اس کے کہ وہ اپنی عادت کے حُروف نکال کر نماز تباہ کرے۔ (1)

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۷/ ۲۸۱ ملتقطاً

سامع کے علاوہ دوسرا بھی لقمہ دے سکتا ہے:

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ جسے سامع (یعنی تراویح سننے والا حافظ) مقرر کیا جاتا ہے وہی لقمہ دیتا ہے، اس کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دینے کی اِجازت نہیں ہوتی، حالانکہ ایسا نہیں اگر حاجت ہو تو سامع کے علاوہ دوسرا مقتدی بھی لقمہ دے سکتا ہے۔ سامع کے علاوہ اگر کوئی دوسرا لقمہ دے تو ایسی جگہ سے دے کہ امام لقمہ لے بھی سکے۔ پچھلی صفوں سے لقمہ دینا کہ امام کو کچھ سمجھ ہی نہ آئے تو لقمہ نہ دے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: قوم کا کسی کو سامع مقرر کرنے کے یہ معنیٰ نہیں ہوتے کہ اس کے غیر کو بتانے کی اِجازت نہیں اور اگر کوئی اپنے جاہلانہ خیالات سے یہ قصد کرے بھی تو اس کی ممانعت سے وہ حق کہ شَرع مطہر نے عام مقتدیوں کو دیا کیونکر سَلب (یعنی ختم) ہو سکتا ہے اور اس کے سبب کسی مسلمان پر تَشَدُّد یا مسجد میں آنے سے ممانعت یا مَعَاذَ الله مسجد سے نکلوا دینا سخت حرام ہے۔ مَزید فرماتے ہیں: اگر اس غَلَطی میں نہ فسادِ نماز ہے نہ تَرکِ واجب، جب بھی ہر مقتدی کو مُطلقاً بتانے کی اِجازت ہے۔ بالغ مقتدیوں کی طرح تمیز دار بچہ بھی لقمہ دے سکتا ہے۔(1)

کسی غَلَطی سے نماز خَراب نہ ہو تب بھی بتانا چاہیے:

امام تَراویح میں اَٹکے اور آگے نہ پڑھ پائے یا ایسا ہو کہ روانی میں پڑھتے ہوئے کوئی آیت یا آیت کا حصہ چھوڑ کر بغیر رُکے یا اَٹکے آگے نکل جائے اور ناجائز مِقدار

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۷/ ۲۸۴- ۲۸۰ ملتقطاً

تک خاموش رہنا بھی نہ پایا جائے، نہ ہی معنیٰ فاسد ہوتے ہوں تب بھی مقتدی کو بتانا چاہیے کیونکہ امام کے نہ ٹھہرنے یا فسادِ معنیٰ نہ ہونے کے سبب اگرچہ نماز پر اثر نہیں پڑے گا لیکن چونکہ تَراویح میں پورے قُراٰنِ عظیم کا ختم کرنا مقصود ہوتا ہے اور کچھ حصہ رہ جانے سے یہ مقصود پورا نہیں ہوگا۔[1] اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: تَراویح میں ختمِ قراٰنِ عظیم ہو تو ویسے بھی مقتدیوں کو بتانا چاہیے جبکہ امام سے نہ نکلے یا وہ آگے رَواں ہو جائے اگرچہ اس غَلَطی سے نماز میں کچھ خَرابی نہ ہو کہ مقصود ختمِ کتابِ عزیز ہے اور وہ کسی غَلَطی کے ساتھ پورا نہ ہوگا۔ یہاں اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت نہ بتائے بعدِ سلام اِطلاع کر دے امام دوسری تَراویح میں اُتنے اَلفاظِ کریمہ کا صحیح طور پر اِعادہ کر لے مگر اولیٰ ابھی (یعنی اسی وقت) بتانا ہے کہ حتَّی الْاِمکان نَظْمِ قراٰن اپنی ترتیبِ کریم پر ادا ہو۔[2]

شک و شُبہ کی بِنا پر لقمہ دینا کیسا؟

اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: جب غَلَطی مُفسِدِ نماز نہ ہو تو محض شُبہ پر بتانا ہرگز جائز نہیں بلکہ صبر واجب ہے۔ بعدِ سلام تحقیق کر لیا جائے۔ اگر قاری کی یاد صحیح نکلے فَبِہا اور ان (یعنی لقمہ دینے والے) کی یاد ٹھیک ثابت ہوئی تو تکمیلِ ختم کے لیے حافِظ اتنے اَلفاظ کا اور کسی رَکعت میں اِعادہ کر لے گا۔ حُرمت کی وجہ ظاہر ہے کہ

---

1 ...... نماز میں لقمہ دینے کے مسائل، ص۱۷ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ۷/ ۲۸۲

فَتح(یعنی لقمہ)حقیقۃً کلام ہے اور نماز میں کلام حرام و مُفسدِ نماز مگر بضرورت اِجازت ہوئی،جب اسے غَلَطی ہونے پر خود یقین نہیں تو مُبِیْح(یعنی لقمہ دینا جو ضرور تاً جائز تھا اس) میں شک واقع ہوا اور مُحَرِّم (یعنی بِلاضرورت لقمہ دینا جو حقیقۃً کلام ہے جو کہ حرام ہے وہ) موجود ہے لہٰذا حرام ہوا۔جب اسے شُبہ ہے ممکن کہ اسی کی غَلَطی ہو اور غَلَط بتانے سے اس کی نماز جاتی رہے گی اور امام اَخذ کریگا (یعنی لقمہ لے گا) تو اس کی اور سب کی نماز فاسِد ہو گی تو ایسے اَمر پر اِقدام جائز نہیں ہو سکتا۔ (1)

قراٰنِ پاک دیکھ کر لقمہ دینا کیسا؟

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ الْمدینہ کی مَطْبُوعہ 47 صفحات پر مشتمل کتاب، ”نماز میں لقمہ دینے کے مَسائل“صفحہ 25 پر ہے:”لقمہ دینے والے کو اس بات کی اِجازت نہیں کہ وہ قراٰنِ پاک دیکھ کر لقمہ دے کہ مُصْحَف دیکھ کر لقمہ دینا،لقمہ دینے والے کی نماز کو فاسِد کر دیتا ہے کہ نماز میں مُصْحَف شریف سے دیکھ کر قراٰن پڑھنا مُطْلَقاً مُفسِدِ نماز ہے یوں ہی اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہوا سے دیکھ کر پڑھنا بھی مُفسِدِ نماز ہے۔ ہاں اگر یاد پر پڑھتا ہو مُصْحَف یا محراب پر فقط نظر پڑ گئی تو حَرَج نہیں۔ چنانچہ جس صورت میں اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اس نے امام کو لقمہ دیا تو اس کی نماز بھی گئی کہ اس کے مُصْحَف وغیرہ سے دیکھ کر نماز پڑھتے ہی خود اس کی نماز فاسِد ہو گئی اور وہ نماز سے خارج ہو گیا اور نماز سے خارج کا لقمہ لینے پر امام کی نماز بھی فاسِد ہو گئی۔“

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ،۷/۲۸۷

حافظ صاحب کو پریشان کرنے کیلئے لقمہ دینا کیسا؟

ایک تراویح پڑھانے والے کے پیچھے کئی کئی حافِظ کھڑے لقمے دے رہے ہوتے ہیں انہیں اپنی نیت کے بارے میں محتاط رہنا چاہیے اگر ان کی نیت حافِظ صاحب کو پریشان کرنے کی ہوئی تو ایسا کرنا حرام ہو گا۔ اِسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: قاری (پڑھنے والے) کو پریشان کرنے کی نیت حرام ہے۔ رسولُ الله صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اِرشاد فرماتے ہیں: بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَیَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ نفرت نہ دِلاؤ، آسانی پیدا کرو تنگی نہ کرو۔[1] اور بے شک آج بہت سے حفاظ کا یہ شیوہ ہے، یہ بتانا نہیں بلکہ حقیقۃً یہود کے اس فِعل میں داخِل ہے (جس کا ذِکر قراٰنِ پاک میں ہوا، فرمایا گیا:) ﴿لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ﴾ (پ۲۴، حم السجدة:۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: "(کافر کہتے ہیں) یہ قراٰن نہ سنو اور اس میں بے ہودہ غُل (شور) کرو۔" اپنا حِفظ جتانے کے لیے ذرا ذرا شُبہ پر روکنا رِیا ہے اور رِیا حرام ہے خُصوصاً نماز میں۔[2]

قصداً غلط لقمہ دینے کا حکم:

اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی بارگاہ میں سُوال ہوا کہ "اگر کوئی حافِظ مسجد میں تراویح میں کلامِ مجید صحیح پڑھتا ہو اور اچانک اس کے پیچھے دُوسرا کوئی حافِظ اس کو بہکانے آجائے تو ایسا کرنا اور نماز میں آکر فَساد ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللهِ

مــــــــــدینه

1 ...... بخاری، کتاب العلم، باب ما کان النبی صلی الله علیه وسلم یتخولهم... الخ، ۱/۴۲، حدیث: ۶۹ بتقدم و تأخر

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ۷/۲۸۷

تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواباً اِرشاد فرمایا: اگر فِی الْواقع اس نے دھوکا دینے اور نماز خراب کرنے کے لئے قصداً غَلَط بتایا تو سخت گناہِ عظیم میں مُبتلا ہوا اور شرْعاً سخت سزا کا مستحق ہے، ایسے لوگ جو مسجد میں آکر فساد ڈالیں اور ناجائز غُل مچائیں اور بِلا وجہ فوجداری پر آمادہ ہوں جیسا کہ سائل نے بیان کیا مُوذی (یعنی اِیذا دینے والے) ہیں اور مُؤذِی کی نسبت حکم ہے کہ اُسے مسجد میں نہ آنے دیا جائے۔ (1)

بے محل لقمہ دینے کا حکم:

سُوال: زید تَراویح پڑھا رہا تھا کہ دو رَکعت پر تشہد میں بیٹھا، پچھلی صفوں میں سے نمازیوں نے لقمہ دیا ان کے گمان میں ایک رَکعت ہوئی تھی امام نے ان کا لقمہ نہیں لیا بلکہ تشہد پڑھ کر سلام پھیر القمہ دینے والوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب: صورتِ مذکورہ میں جو لقمہ دیا گیا وہ بے محل دیا گیا اور بے حاجت لقمہ دینے کا حکم یہ ہے کہ ایسا لقمہ دینے والے کی نماز فاسِد ہو جاتی ہے لہٰذا جنہوں نے لقمہ دیا ان کی نماز فاسِد ہو گئی۔ (2)

تَراویح میں خَتمِ قُراٰن کا طریقہ

سورۂ اِخلاص کا تَراویح میں تین بار پڑھنا:

خَتمِ قراٰن کا طریقہ یہ ہے کہ جب سورۂ اِخلاص پر پہنچیں تو اس سورت کو ایک

مــــــــــــــــــــــــــــــــــــدینہ

1 ...... فتاوٰی رضویہ، ۶/ ۳۵۳

2 ...... نماز میں لقمہ دینے کے مسائل، ص ۳۵

ہی رَکعت میں تین مرتبہ پڑھیں کہ پورے قراٰنِ عظیم کا ثواب ملنے کی اُمّید ہے۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے سُوال ہوا کہ ”سورۂ اِخلاص کا تَراویح میں تین بار پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواباً اِرشاد فرمایا: مُسْتَحْسَن ہے۔[1] صحیح حدیث میں آیا کہ سورۂ اِخلاص ثُلُثِ قراٰن ہے۔ تو تین بار پڑھنے میں پورے قراٰنِ عظیم کا ثواب ملنے کی اُمّید ہے۔[2]

کسی ایک سورت سے قبل باآوازِ بلند بِسْمِ الله پڑھنا:

اگر اس سے پہلے کسی سورت کی اِبتدا میں بلند آواز سے بِسْمِ اللہ شریف نہیں پڑھی تو سورۂ اِخلاص یا اس کے بعد والی کسی سورت کی اِبتدا میں ایک بار بلند آواز سے بِسْمِ اللہ شریف ضَرور پڑھ لیں۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: ایک بار باآواز تَسمِیہ ہونا چاہیے خواہ کہیں ہو ”الٓمّٓ“ کے اَوّل (یعنی شروع میں) ہو یا سورۂ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کے اَوّل ہو یا سورۂ اِخلاص شریف کے اَوّل ہو اور باقی آہستہ ہو۔[3] نماز میں بِسْمِ اللہ شریف آواز سے پڑھنا منع ہے صرف تَراویح میں جب خَتمِ کلامِ مجید کیا جائے سورۂ بقرہ سے سورۂ ناس تک کسی ایک سورہ پر آواز سے پڑھ لی جائے کہ ختم پورا ہو، ہر سورۃ سے آواز سے پڑھنا ممنوع ہے اور مذہبِ حَنفی کے خلاف۔[4]

مدینہ

1 ...... فتاویٰ هندية، كتاب الكرهية، الباب الرابع، ۵/۳۱۷

2 ...... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۵۲۴ تا ۵۲۵

3 ...... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۵۲۵

4 ...... فتاویٰ رضویہ، ۷/ ۴۷۴

سورۂ بقرہ کی اِبتدائی آیات "مُفْلِحُوْنَ" تک پڑھنا:

آخری رَکعت میں سورۂ بقرہ کی اِبتدائی آیات "مُفْلِحُوْنَ" تک پڑھیں۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت سے سُوال ہوا کہ "تَراویح میں ختم کے روز "اَلْمُفْلِحُوْنَ" تک پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواباً اِرشاد فرمایا: جائز اور دُرُست ہے۔ حدیث میں ایسا کرنے کو "حَال مُرْتَحِل" فرمایا ہے یعنی مَنْزِل پر پہنچ کر کوچ کر دینے والا۔ جب ایک پارہ پڑھ چکتا ہے شیطان کہتا ہے: اب شاید رُک جائے نہ پڑھے۔ جب دوسرا پارہ ختم کرتا ہے تو کہتا ہے: اب شاید نہ پڑھے۔ اِسی طرح ہر پارہ پر کہتا ہے، یہاں تک کہ جب تیسوں پارے ختم ہو جاتے ہیں کہتا ہے: اب نہ پڑھے گا اب ختم کر چکا۔ پھر "اَلْمُفْلِحُوْنَ" تک پڑھتا ہے۔ کہتا ہے: یہ نہ مانے گا پڑھتا ہی رہے گا۔ مایوس ہو جاتا ہے، اس کی اُمّید ٹوٹ جاتی ہے۔ (1)

ختمِ قراٰن اور رِقّت:

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ الْمدینہ کی مَطْبُوعہ 460 صفحات پر مشتمل کتاب، "فیضانِ رَمضان" صفحہ 166 پر ہے: "جہاں تَراویح میں ایک بار قراٰنِ پاک کی تلاوت کی جائے وہاں بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب کو خَتم کریں۔ رِقّت و سوز کے ساتھ اِختِتام ہو اور یہ اِحساس دِل کو تڑپا کر رکھ دے کہ میں نے صحیح معنوں میں قراٰنِ پاک پڑھایا سُنا نہیں، کوتاہیاں بھی ہوئیں، دِلجمعی بھی نہ رہی، اِخلاص میں بھی

مدینہ

1 ...... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۵۲۴

کمی تھی۔ صد ہزار افسوس! دُنیوی شخصیت کا کلام تو توجُّہ کے ساتھ سُنا جاتا ہے مگر سب کے خالق و مالِک اپنے پیارے پیارے اَللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ کا پاکیزہ کلام دھیان سے نہ سُنا، ساتھ ہی یہ بھی غم ہو کہ افسوس! اب ماہِ رَمَضانُ الْمُبارَک چند گھڑیوں کا مِہمان رہ گیا، نہ جانے آئِندہ سال اس کی تشریف آوری کے وَقت اس کی بہاریں لوٹنے کیلئے میں زندہ رہوں گا یا نہیں! اِس طرح کے تصوُّرات جما کر اپنی غفلتوں پر خود کو شرمندہ کرے اور ہو سکے تو روئے اگر رونا نہ آئے تو رونے کی سی صورت بنائے کہ اچھّوں کی نَقل بھی اچھّی ہے۔ اگر کسی کی آنکھ سے مَحَبَّتِ قراٰن و فِراقِ رَمَضان میں ایک آدھ قطرہ آنسو ٹپک کر مقبولِ بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہو گیا تو کیا بعید کہ اُسی کے صَدقے خُدائے غفّار عَزَّوَجَلَّ سبھی حاضِرین کو بخش دے۔"

لاج رکھ لے گنہگاروں کی نام رَحمٰن ہے تِرا یاربّ!
عیب میرے نہ کھول محشر میں نام سَتّار ہے تِرا یاربّ!
بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل نام غفّار ہے تِرا یاربّ!
تو کریم اور کریم بھی ایسا
کہ نہیں جس کا دوسرا یاربّ! (ذوقِ نعت)

ختمِ قُراٰن کے بعد بھی تَراویح پڑھیے

رَمَضان کی تمام راتوں میں تَراویح پڑھیے:

ختمِ قراٰن کے بعد رَمَضانُ الْمُبارَک کی بقیہ راتوں میں بھی تَراویح پڑھتے

رہیے۔ بعض لوگ تین روزہ، پانچ روزہ یا دس روزہ تراویح پڑھ لیتے ہیں پھر اس کے بعد تَراویح نہیں پڑھتے اور کہتے سُنائی دیتے ہیں کہ ہم نے تو تین روزہ، پانچ روزہ یا دس روزہ تَراویح پڑھ لی ہے تو ایسوں کی خِدمت میں مَدَنی اِلتجا ہے کہ تین روزہ، پانچ روزہ یا دس روزہ تَراویح پڑھنے سے آپ کی تَراویح میں قراٰنِ پاک پڑھنے اور سننے کی سُنَّت ادا ہوئی ہے، بقیہ رَمَضانُ الْمُبارَک کی راتوں کی تَراویح پڑھنا معاف نہیں ہوئی۔ پورے رَمَضانُ الْمُبارَک میں تَراویح پڑھنا سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیۡهِ رَحۡمَةُ الرَّحۡمٰن فرماتے ہیں: تَراویح میں پورا کلامُ اللہ شریف پڑھنا اور سننا (سُنَّتِ) مُؤَکَّدہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ بعد ختمِ کلامِ مبارک بھی تمام لَیَالِی شَہر مبارک (یعنی رَمَضانُ الْمُبارَک کی تمام راتوں) میں بیس رکعت تَراویح پڑھنا سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے، تَراویح اگر ناغہ ہو گئیں تو اُن کی قضاء نہیں۔ (1)

گھر، ہال یا بنگلہ کے کمپاؤنڈ وغیرہ میں تَراویح:

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ الْمدینہ کی مَطْبُوعہ 1548 صفحات پر مشتمل کتاب، فیضانِ سُنَّت جلد اوّل کے صفحہ 777 تا 779 پر ہے: اِفطار پارٹیوں، دعوتوں، نیازوں اور نعت خوانیوں وغیرہ کی وجہ سے فرض نمازوں کی مسجِد کی جماعتِ اُولیٰ (یعنی پہلی جماعت) تَرک کرنے کی ہرگز اِجازت نہیں، یہاں تک کہ جو لوگ گھر یا ہال یا بنگلہ کے کمپاؤنڈ وغیرہ میں تَراویح کی جماعت قائم کرتے ہیں اور قریب مسجد موجود

مدینہ

1 فتاویٰ رضویہ، ۷/ ۴۵۸

ہے تو ان پر بھی واجِب ہے کہ پہلے فرض رَکعتیں جماعتِ اُولیٰ کے ساتھ مسجد میں ادا کریں۔ جو لوگ بِلا عُذرِ شَرعی باوجودِ قدرت فرض نماز مسجد میں جماعتِ اُولیٰ کے ساتھ ادا نہیں کرتے ان کو ڈر جانا چاہیے کہ حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بِن مَسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جس کو یہ پسند ہو کہ کل اللّٰہ تعالیٰ سے مسلمان ہو کر ملے تو وہ ان پانچ نمازوں (کی جماعت) پر وہاں پابندی کرے جہاں اذان دی جاتی ہے کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے سُنَنِ ھُدٰی مَشروع کیں اور یہ (باجماعت) نَمازیں بھی سُنَنِ ھُدٰی سے ہیں اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا گھر میں پڑھ لیتا ہے تو تم اپنے نبی کی سُنَّت چھوڑ دو گے اور اگر اپنے نبی کی سُنَّت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔[1] اِس رِوایت سے اِشارہ ملتا ہے کہ جماعتِ اُولیٰ کی پابندی کرنے والے کا خاتِمہ بِالْخَیر ہو گا اور جو بِلا شَرعی مجبوری کے مسجِد کی جماعتِ اُولیٰ تَرک کرتا ہے اُس کیلئے مَعَاذَ اللّٰہ کُفر پر خاتِمے کا خوف ہے۔ جو لوگ خوامخواہ سُستی کیوجہ سے پوری جماعت حاصِل نہیں کرتے وہ توجُّہ فرمائیں کہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: بَحْرُ الرَّائق میں ہے، قنیہ میں ہے: اگر اذان سُن کر دُخولِ مسجِد (یعنی مسجِد میں داخِل ہونے) کیلئے اِقامت کا اِنتِظار کرتا رہا تو گنہگار ہو گا۔[2] فتاویٰ رضویہ شریف کے اسی صفحہ پر ہے: جو شخص اذان سُن کر گھر میں

مــــــــــــــــــــدینہ

1. مسلم، کتاب المساجد، باب صلاۃ الجماعۃ... الخ، ۱/ ۲۵۷، حدیث: ۱۴۸۸ دار الکتاب العربی بیروت
2. فتاویٰ رضویہ، ۷/ ۱۰۲، البحر الرائق، ۱/ ۶۰۴ کوئٹہ

اِقامت کا اِنتظار کرتا ہے اس کی شہادت (یعنی گواہی) قبول نہیں۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو اِقامت تک مسجِد میں نہیں آجاتا بعض فُقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی کے نزدیک وہ گنہگار اور مَرْدُوْدُ الشَّہادت یعنی گواہی کیلئے نالائق ہے تو جو بِلا عُذر گھر میں جماعت قائم کرتا یا بِغیر جماعت نماز پڑھتا یا مَعَاذَ اللہ نماز ہی نہیں پڑھتا اُس کا کیا حال ہو گا! یارَبِّ مصطفٰے عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمیں پانچوں نَمازیں مسجِد کی جماعتِ اُولٰی میں پہلی صَف کے اندر تکبیرِ اُولٰی کے ساتھ ادا کرنے کی ہمیشہ سعادت نصیب فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

میں پانچوں نمازیں پڑھوں باجماعَت

ہو توفیق ایسی عطا یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

شَبِینہ پڑھنے کے مَسائل

شَبِیْنَہ پڑھنا فِیْ نَفْسِہٖ جائز ہے:

اعلٰی حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: شَبِیْنَہ فِی نَفْسِہٖ قَطْعاً جائز وروا ہے۔ اکابر ائمۂ دِین کا معمول رہا ہے، اسے حرام کہنا شریعت پر اِفْترا ہے۔ اِمامُ الْاَئِمَّہ سیِّدُنا امام اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تیس برس کامل ہر رات ایک رَکعت میں قراٰنِ مجید ختم کیا ہے۔ عُلَمائے کرام نے فرمایا ہے: سَلَف صالحین میں بعض اکابر دِن رات میں دو ختم فرماتے بعض چار بعض آٹھ۔ امام عبدُالْوَہَّاب

---

1. ...... البحر الرائق، ۱/۴۵۱

شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی کی میزانُ الشَّرِیعہ میں ہے: سیدی علی مَرْصَفِی قُدِّسَ سِرُّہ نے ایک رات دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم فرمائے۔ آثار میں ہے: اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بایاں پاؤں رِکاب میں رکھ کر قرآنِ مجید شروع فرماتے اور دَہنا پاؤں رِکاب تک نہ پہنچتا کہ کلام شریف ختم ہو جاتا بلکہ خود حدیث میں اِرشاد ہے کہ داؤد عَلَیْہِ السَّلَام اپنے گھوڑے زین کرنے کو فرماتے اور اتنی دیر سے کم میں زبور یا توراۃ مقدس ختم فرمالیتے۔ توراۃ شریف قرآنِ مجید سے حَجْم (یعنی ضخامت) میں کئی حصے زائد ہے۔ فِیْ نَفْسِہٖ یہ فِعْل (یعنی شبینہ پڑھنا) حسن ہے کراہت یا ممانعت اگر آئے گی تو عَوارِض سے اور وہ یہاں پانچ ہیں:

اوّل: عَدَمِ تَفَقُّہ یعنی جلدی کی وجہ سے معانئ قرآنِ کریم میں تفکر و تدبر نہ ہو سکے گا۔ عبدُ اللہ بِن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے: جس نے تین رات سے کم میں قرآنِ مجید ختم کیا اس نے سمجھ کر نہ پڑھا۔[1] یہ وجہ صرف افضلیت کی نفی کرتی ہے جس سے کراہت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ (اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں یہ بھی ان کے لئے ہے جو مَعانی میں غور و فکر کریں، یہاں کے عام لوگ کہ کتنا ہی دیر میں پڑھئے غور و فکر سے محروم ہیں اُن کے لئے دیر بے سود ہے اور وہ مقصود لِذَاتِہٖ نہیں بلکہ اسی لئے مقصود ہے ان کے لیے مُعْتَدِل جلدی ہی کا افضل ہونا چاہئے کہ جس قدر جلد پڑھیں گے قراءت زائد ہو گی اور قرآنِ کریم کے ہر حرف پر

مدینہ

1 ...... ابو داود، کتاب شھر رمضان، باب تحزیب القرآن، ۲/۷۹، حدیث: ۱۳۹۴

دَس نیکیاں ہیں سو کی جگہ پانچ سو حرف پڑھے تو ہزار کی جگہ پانچ ہزار نیکیاں ملیں۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جس نے قرانِ کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیاں، میں نہیں فرماتا کہ "الٓمّٓ" ایک حرف ہے بلکہ "الف" ایک حرف ہے اور "لام" ایک حرف ہے اور "میم" ایک حرف ہے۔[1] اور ہر ثواب سمجھ کر پڑھنے پر موقوف نہیں۔ امام احمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو خواب میں دیکھا، عرض کی: اے میرے رب! تیرے بندوں کو تیرے عذاب سے نجات دینے والی کیا چیز ہے؟ فرمایا: میری کتاب۔ عرض کی: اے میرے رب! سمجھ کر یا بے سمجھے بھی؟ فرمایا: سمجھ کر اور بے سمجھے۔

دُوم: کَسَل۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: بیشک اللہ تعالٰی ثواب دینے میں کمی نہیں فرماتا جب تک تم نہ اکتاؤ۔[2] (اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں: یہ وجہ عام عوام کو عام ہے اور احکامِ فقہیہ میں غالب ہی کا اِعتبار ہوتا ہے۔ مگر اس وجہ کا مفاد صرف کراہتِ تنزیہی ہے اور مکروہِ تنزیہی جواز واِباحت رکھتا ہے نہ کہ گناہ و حُرمت۔

سِوم: ہَذرَمہ گھاس کاٹنا۔ بعض لوگ ایسا جلد پڑھتے ہیں عَلِیْم یا حَکِیْم، یَعْقِلُوْن، تَعْلَمُوْن غرض لفظ ختمِ آیت کے سِوا کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ نَفْسِ سُنَّت کا فانی (یعنی

مدینہ

1 ترمذی، کتاب فضائل القران، باب ما جاء فی من قرأ حرفا ... الخ، ۴/۴۱۷، حدیث: ۲۹۱۹

2 مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ۱۰/۹۴، حدیث: ۲۶۱۵۴ دار الفکر بیروت

سُنَّت کو مٹانے والا) اور بدعتِ شَنِیْعَہ (بُری بدعت) اور اِساءَت ہے۔ **چہارم:** قراءت کے واجبات مثلاً مَدِّ مُتَّصِل وغیرہ کا ترک کرنا۔ یہ صورت گناہ و مکروہِ تحریمی ہے۔ **پنجم:** وہ حروف جو آواز میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں مثلاً ث س ص، ت ط، ز ذ ظ وغیرہا میں فرق نہ کرنا۔ یہ خود حرام و مُفْسِدِ نماز ہے۔ (1)

شَبِیْنَہ پڑھنا صالح مسلمانوں کا دَستور ہے:

مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ہمیشہ سے صالح مسلمانوں کا دَستور ہے کہ رَمَضانُ الْمُبارک میں شَبِیْنَہ کرتے ہیں، کبھی ایک رات میں، کبھی دو میں اور کبھی تین راتوں میں پورا قراٰن شریف تَراویح میں ختم کرتے ہیں۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ رَمَضان کے علاوہ بھی روزانہ ایک قراٰن شریف پڑھ لیتے تھے۔ یہ سب کچھ جائز اور ثواب ہے، بشرطیکہ اتنی جلدی نہ پڑھے کہ حُروفِ قراٰن دُرُست ادا نہ ہوں، نہ سُستی اور کَسَل سے پڑھے۔ (2)

شَبِیْنَہ پڑھنے اور سُننے کی ناجائز صورتیں:

اگر شَبِیْنَہ پڑھنے اور سُننے میں اس کے آداب کا لحاظ نہ رکھا جائے تو پھر یہ جائز نہیں جیسا کہ صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: شَبِیْنَہ کہ ایک رات کی تَراویح میں پورا قراٰن پڑھا جاتا

مدینہ

1 ..... فتاویٰ رضویہ، ۷/ ۲۷۶ تا ۲۸۰ ملخصا

2 ..... جاء الحق، حصہ دوم، ص ۴۵۴

ہے، جس طرح آج کل رَواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حُقّہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رَکعت میں شامل بھی ہوگئے یہ ناجائز ہے۔[1]

تَراویح کی اُجرت کے مَسائل

تَراویح کی اُجرت لینا دینا کیسا؟

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ الْمدینہ کی مَطْبُوعہ 460 صفحات پر مشتمل کتاب، ''فیضانِ رمضان'' صفحہ 163 تا 166 پر ہے: قراٰنِ کریم پڑھنے پڑھانے والوں کو اپنے اندر اِخلاص پیدا کرنا ضروری ہے اگر حافظ اپنی تیزی دِکھانے، خوش آوازی کی داد پانے اور نام چمکانے کیلئے قراٰنِ کریم پڑھے گا تو ثواب تو دُور کی بات ہے، اُلٹا حُبِّ جاہ اور رِیاکاری کی تباہ کاری میں جاپڑے گا! اِسی طرح اُجرت کا لین دین بھی نہ ہو۔ طے کرنے ہی کو اُجرت نہیں کہتے بلکہ اگر یہاں تَراویح پڑھانے آتے اِسی لئے ہیں کہ معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگرچِہ طے نہ ہوا ہو، تو یہ بھی اُجرت ہی ہے۔ اُجرت رقم ہی کا نام نہیں بلکہ کپڑے یا غلّہ (یعنی اناج) وغیرہ کی صورت میں بھی اُجرت، اُجرت ہی ہے۔ ہاں اگر حافِظ صاحِب نیّت کے ساتھ صاف صاف کہہ دیں کہ میں کچھ نہیں لوں گا یا پڑھوانے والا کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا۔ پھر بعد میں حافِظ صاحِب کی خِدمت کر دیں تو حرَج نہیں کہ بخاری شریف کی پہلی حدیثِ مبارَک میں ہے: اِنَّمَا

مدینہ

1 ...... بہارِ شریعت، ۱ / ۶۹۵، حصہ: ۴

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات یعنی اَعمال کا دارو مدار نیّتوں پر ہے۔[1]

تلاوت و ذِکر و نعت کی اُجرت حرام ہے:

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی بارگاہ میں اُجرت دے کر میّت کے اِیصالِ ثواب کیلئے خَتمِ قراٰن و ذِکرُ اللہ عَزَّوَجَلَّ کروانے سے مُتَعلِّق جب اِستِفتاء پیش ہوا تو جواباً اِرشاد فرمایا: تلاوتِ قراٰن و ذِکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر اُجرت لینا دینا دونوں حرام ہے۔ لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور جب یہ فِعلِ حرام کے مُرتکِب ہیں تو ثواب کس چیز کا اَموات (یعنی مَرنے والوں) کو بھیجیں گے ؟ گناہ پر ثواب کی اُمّید اور زیادہ سخت واَشَد (یعنی شدید ترین جُرم) ہے۔ اگر لوگ چاہیں کہ اِیصالِ ثواب بھی ہو اور طریقۂ جائزہ شَرعِیہ بھی حاصِل ہو (یعنی شرعاً جائز بھی رہے) تو اس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لئے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اُتنی دیر کی ہر شَخْص کی مُعَیَّن (مُقرّر) کر دیں۔ مَثَلاً پڑھوانے والا کہے: "میں نے تجھے آج فُلاں وَقت سے فُلاں وَقت کیلئے اِس اُجرت پر نوکر رکھا (کہ) جو کام چاہوں گا لوں گا۔" وہ کہے: "میں نے قَبول کیا۔" اب وہ اُتنی دیر کے واسطے اَجیر (یعنی مُلازِم) ہو گیا۔ جو کام چاہے لے سکتا ہے اس کے بعد اُس سے کہے فُلاں مَیِّت کے لئے اِتنا قراٰنِ عظیم یا اِس قَدَر کلمہ طَیِّبہ یا دُرُودِ پاک پڑھ دو۔ یہ صورت جَواز (یعنی جائز ہونے) کی ہے۔[2]

---

1. بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی...الخ، ۱/۶، حدیث: ۱
2. فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۵۳۷

تَراوِیح کی اُجرت کا شَرعی حیلہ:

اِس مُبارَک فتوے کی روشنی میں تَراوِیح کیلئے حافِظ صاحِب کی بھی ترکیب ہو سکتی ہے۔ مَثَلاً مسجِد کمیٹی والے اُجرت طے کر کے حافِظ صاحِب کو ماہِ رَمَضانُ الْمُبارَک میں نَمازِ عشا کیلئے اِمامت پر رکھ لیں اور حافِظ صاحِب بِالتَّبع یعنی ساتھ ہی ساتھ تَراوِیح بھی پڑھا دیا کریں کیوں کہ رَمَضانُ الْمُبارَک میں تَراوِیح بھی نَمازِ عشا کے ساتھ ہی شامل ہوتی ہے۔ یا یوں کریں کہ ماہِ رَمَضانُ الْمُبارَک میں روزانہ دو یا تین گھنٹے کیلئے (مَثَلاً رات 8 تا 11) حافِظ صاحِب کو نوکری کی آفر کرتے ہوئے کہیں کہ ہم جو کام دیں گے وہ کرنا ہوگا، تنخواہ کی رقم بھی بتا دیں، اگر حافِظ صاحِب منظور فرمالیں گے تو وہ ملازم ہو گئے۔ اب روزانہ حافِظ صاحِب کی ان تین گھنٹوں کے اندر ڈیوٹی لگادیں کہ وہ تَراوِیح پڑھا دیا کریں۔ یاد رکھئے! چاہے اِمامت ہو یا مُؤَذِّنی ہو یا کسی قسم کی مَزدوری جس کام کیلئے بھی اِجارہ کرتے وقت یہ معلوم ہو کہ یہاں اُجرت یا تنخواہ کا لین دَین یقینی ہے تو پہلے سے رقم طے کرنا واجِب ہے، ورنہ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہوں گے۔ ہاں جہاں پہلے ہی سے اُجرت کی مقررہ رقم معلوم ہو مَثَلاً بس کا کرایہ، یا بازار میں بوری لادنے، لے جانے کی فی بوری مزدوری کی رقم وغیرہ۔ تو اب بار بار طے کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ بھی ذِہن میں رکھئے کہ جب حافِظ صاحِب کو (یا جس کو بھی جس کام کیلئے) نوکر رکھا اُس وقت یہ کہہ دینا جائز نہیں کہ ہم جو مناسب ہو گا دے دیں گے یا آپ کو راضی کر دیں گے، بلکہ صَراحَۃً یعنی واضِح طور پر رقم کی مِقدار بتانی ہو گی، مَثَلاً ہم آپ کو

12 ہزار روپے پیش کریں گے اور یہ بھی ضَروری ہے کہ حافِظ صاحِب بھی منظور فرما لیں۔اب بارہ ہزار دینے ہی ہوں گے۔یاد رہے!مسجد کے چندے سے دی جانے والی اُجرت وہاں کے عُرف سے زائد نہیں ہونی چاہیے،پہلے سے موجود امام صاحب دِل بَرداشتہ نہ ہوں اِس کا بھی خیال رکھا جائے،پورے ماہِ رَمضان میں نمازِ عشا کی اِمامت کی چھٹی کے سبب امام صاحب کو مسجد کے چندے سے اُس ماہ کی عشا کی نمازوں کی تنخواہ دے سکتے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں اسی طرح کا عُرف یعنی معمول جاری ہے۔ہاں حافِظ صاحِب کو مُطالَبے کے بِغیر اپنی مَرضی سے طے شدہ سے زائد مسجد کے چندے سے نہیں بلکہ اپنے پلّے سے یا اسی مقصد کے لیے جمع کی ہوئی رقم دے دیں تب بھی جائز ہے۔جو حافِظ صاحِبان،یا نعت خوان بِغیر پیسوں کے تَراویح،قراٰن خوانی یا نعت خوانی میں حصّہ نہیں لے سکتے وہ شرم کی وجہ سے ناجائز کام کا اِرْتِکاب نہ کریں۔میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے بتائے ہوئے طریقے کے مُطابِق عمل کر کے پاک روزی حاصِل کریں اور اگر سخت مجبوری نہ ہو تو حیلے کے ذَرِیعے بھی رقم حاصِل کرنے سے گُریز کریں کہ جس کا عمل ہو بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے۔ایک اِمتحان سخت اِمتحان یہ ہے کہ جو رقم قبول نہیں کرتا اُس کی کافی واہ!واہ!ہوتی ہے۔یہاں اپنے آپ کو حُبِّ جاہ اور رِیاکاری سے بچانا ضَروری ہے،بِلا حاجت دوسروں سے تذکرہ کرنے سے بچنا اور دُعائے اِخلاص کرتے رہنا ایسے مَواقِع پر مُفید ہوتا ہے۔[1]

مـــــــــــــــــــــــدینہ

1 ...... فیضانِ رمضان،ص ۱۶۳تا۱۶۶

مِرا ہر عمل بس تِرے واسطے ہو

کر اِخلاص ایسا عطا یاالٰہی (وسائلِ بخشش)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً حفاظِ کرام کی بڑی شان ہے، یہ محنت و کوشش کر کے قراٰنِ کریم یاد کرتے اور پھر رَمضانُ الْمُبارک میں تَراویح میں سُناتے ہیں۔ اگر بتقاضائے بشریت ان کے سُنانے میں غَلَطی کوتاہی ہو بھی جائے تو ہمیں اس موقع پر اپنی زبان کی حفاظت کرتے ہوئے ان کی دِل آزاری کرنے اور غیبت میں پڑنے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس موقع پر حفاظِ کرام کی غیبت کی جانے کی 11 مثالیں ملاحظہ کیجیے:

"غیبت بدْبلا ہے" کے گیارہ حُرُوف کی نسبت سے حافِظِ قراٰن کی غیبتوں کی 11 مثالیں

(۱) فُلاں حافِظ پیسوں کی خاطِر تَراویح پڑھاتا ہے (۲) حافِظ صاحِب نے سامع (یعنی تَراویح سننے والے حافِظ) سے کوئی تَرکیب بنا رکھی ہے اسی لئے تو وہ ان کی غَلَطیاں نہیں نکالتا (۳) اس کی مَنْزِل کچی ہے (قراٰنِ پاک حِفظ کر کے بُھلا دینا گناہ ہے لٰہذا جو کوئی تھوڑا سا بھی بھول جائے وہ بِلا اِجازتِ شَرْعی کسی اور کو نہ بتائے کیونکہ گناہ کا اِظہار بھی گناہ ہے) (۴) وہ حِفظ کر کے بھول گیا ہے (۵) تَراویح پڑھاتے ہوئے اِس کو کچھ زیادہ ہی مُتَشابِہات لگ جاتے ہیں (۶) اِس حافِظ کو تَراویح میں "لقمے" بہت دینے پڑتے ہیں (۷) وہ تو خالی نام کا حافظ ہے (۸) سارا سال قراٰنِ پاک کھول کر نہیں دیکھتا اس لئے

مَنزِل کچی ہو جاتی ہے، بس رَمضانُ الْمُبارَک میں وہ بھی مُصَلّٰی سنانے اور پیسے کمانے کیلئے دَور کرتا ہے (۹) اگر کوئی غریب قراٰن خوانی کی دعوت دے تو ہمارے حافِظ جی کے پاس مصروفیت کا عُذر موجود ہوتا ہے ہاں کوئی مالدار ختم شریف پر بُلائے تو وہاں آگے آگے نظر آتے ہیں (۱۰) وہ حافِظ جی بہُت شرارتی ہیں کہیں اس لئے تو نہیں جیسا کہ عوامی محاورہ ہے کہ حافظ کی ایک رَگ زیادہ ہوتی ہے (یاد رہے! یہ مُحاورہ بالکل غَلَط ہے) (۱۱) حافظِ قراٰن ہو کر جھوٹ بولتا ہے۔ (1)

"تَراویح پڑھیں اور خُدا و رسول کی رَحمتیں لوٹیں" کے ۳۵ حُرُوف کی نسبت سے

تَراویح کے 35 مَدَنی پھول

(۱) تَراویح ہر عاقِل و بالغ اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کیلئے سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔ (دُرِّمختار، ۲/۵۹۶) اس کا تَرک جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۱/۶۸۸) (۲) تَراویح کی بیس رَکعتیں ہیں۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عہد میں بیس رَکعتیں ہی پڑھی جاتی تھیں۔ (السُّنَن الکبریٰ للبیہقی، ۲/۶۹۹، حدیث: ۴۶۱۷) (۳) تَراویح کی جماعت سُنَّتِ مُؤَکَّدَہ عَلَی الْکِفَایَہ ہے، اگر مسجِد کے سارے لوگوں نے چھوڑ دی تو سب اِساءَت کے مُرتکب ہوئے (یعنی بُرا کیا) اور اگر چند اَفراد نے باجماعت پڑھ لی تو تنہا پڑھنے والا جماعت کی فضیلت سے محروم رہا۔ (ھدایہ، ۱/۷۰) (۴) تَراویح کا وقت عشا کے فرض پڑھنے کے بعد سے صُبحِ صادِق تک ہے۔ عشا کے فرض ادا کرنے سے پہلے اگر پڑھ لی تو نہ ہو گی۔

مدینہ

(1) غیبت کی تباہ کاریاں، ص ۴۰۲ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

(عالمگیری، ١/١١٥) (۵) وتر کے بعد بھی تَراوِیح پڑھی جا سکتی ہے۔(دُرِّمُختار، ٢/٥٩٧) جیسا کہ بعض اوقات 29 کو رُویتِ ہلال کی شہادت (یعنی چاند نظر آنے کی گواہی) ملنے میں تاخیر کے سبب ایسا ہو جاتا ہے۔(٦) مُستَحَب یہ ہے کہ تَراوِیح میں تہائی رات تک تاخیر کریں، اگر آدھی رات کے بعد پڑھیں تب بھی کراہت نہیں۔(لیکن عشا کے فرض اتنے مؤخَّر(Late) نہ کئے جائیں)(دُرِّمُختار، ٢/٥٩٨)(٧)تَراوِیح اگر فوت ہوئی تو اس کی قضا نہیں۔(دُرِّمُختار، ٢/٥٩٨)(٨)بہتر یہ ہے کہ تَراوِیح کی بیس رَکْعَتیں دو دو کرکے دس سلام کے ساتھ ادا کریں۔(دُرِّمُختار، ٢/٥٩٩)(٩)تَراوِیح کی بیس رَکْعَتیں ایک سلام کے ساتھ بھی ادا کی جا سکتی ہیں، مگر ایسا کرنا مکروہِ (تنزیہی) ہے۔(دُرِّمُختار، ٢/٥٩٩) ہر دو رَکعت پر قعدہ کرنا فرض ہے، ہر قعدے میں اَلتَّحِیَّات کے بعد دُرُود شریف بھی پڑھے اور طاق رَکعت (یعنی پہلی، تیسری، پانچویں وغیرہ) میں ثَنا پڑھے اور امام تَعَوُّذ و تَسمِیہ بھی پڑھے۔(١٠) جب دو دو رَکعت کر کے پڑھ رہا ہے تو ہر دو رَکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر بیس رَکْعَتوں کی ایک ساتھ نیت کر لی تب بھی جائز ہے۔(رَدُّالْمُحتار، ٢/٥٩٧) (١١)بِلا عُذر تَراوِیح بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللهُ السَّلَام کے نزدیک تو ہوتی ہی نہیں۔(دُرِّمُختار، ٢/٦٠٣) (١٢)تَراوِیح مسجِد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے، اگر گھر میں باجماعت ادا کی تو تَرکِ جماعت کا گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔(عالمگیری، ١/١١٦) عشا کے فرض مسجد میں باجماعت ادا کر کے پھر گھر یا ہال وغیرہ میں تَراوِیح ادا کیجئے اگر بِلا عُذرِ شَرعی مسجد کے بجائے گھر یا ہال وغیرہ میں

عشا کے فرض کی جماعت قائم کرلی تو ترکِ واجب کے گناہ گار ہوں گے۔(اس کا تفصیلی مسئلہ اِسی رسالے کے صفحہ 49 تا 51 پر مُلاحَظہ فرما لیجئے۔)(۱۳)نابالغ امام کے پیچھے صرف نابالغان ہی تراویح پڑھ سکتے ہیں۔(۱۴)بالغ کی تراویح(بلکہ کوئی بھی نماز حتّٰی کہ نفل بھی) نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی۔ (۱۵)تراویح میں پورا کلامُ الله شریف پڑھنا اور سننا سُنّتِ مُؤَکَّدہ عَلَی الْکِفَایہ ہے لہٰذا اگر چند لوگوں نے مل کر تراویح میں ختمِ قراٰن کا اِہتمام کرلیا تو بقیہ علاقے والوں کے لئے کفایت کرے گا۔"فتاوٰی رضویہ" جلد 10 صفحہ 334 پر ہے:"قرآن دَرْ تَرَاوِیح ختم کَرْدَنْ نہ فرْض ست و نہ سُنَّتِ عَین یعنی تراویح میں قراٰنِ کریم ختم کرنا نہ فرض نہ سنّتِ عین ہے۔"اور صفحہ 335 پر ہے:خَتْمِ قُرآن دَرْ تَرَاوِیح سُنَّتِ کِفَایہ اَست یعنی تراویح میں ختمِ قراٰن سنّتِ کِفایہ ہے۔ (۱۶)اگر باشرائط حافِظ نہ مل سکے یا کسی وجہ سے ختم نہ ہو سکے تو تراویح میں کوئی سی بھی سورتیں پڑھ لیجئے اگر چاہیں تو اَلَمْ تَرَ سے وَالنَّاس دو بار پڑھ لیجئے، اِس طرح بیس رکعتیں یاد رکھنا آسان رہے گا۔ (عالمگیری، ۱/۱۱۸ ماخوذاً) (۱۷)ایک بار بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ جہر کے ساتھ (یعنی اُونچی آواز سے) پڑھنا سُنّت ہے اور ہر سورت کی اِبتدا میں آہستہ پڑھنا مُستَحب ہے۔ مُتأخرین (یعنی بعد میں آنے والے فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام) نے ختمِ تراویح میں تین بار قُلْ هُوَ الله شریف پڑھنا مُستَحب کہا نیز بہتر یہ ہے کہ ختم کے دن پچھلی رکعت میں الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْن تک پڑھے۔ (بہارِ شریعت، ۱/ ۶۹۴-۶۹۵) (۱۸)اگر کسی وجہ سے تراویح کی نماز فاسد ہو جائے تو جتنا قراٰنِ پاک اُن رکعتوں میں پڑھا تھا اُس کا اِعادہ کریں تاکہ ختم میں

نقصان نہ رہے۔(عالمگیری،۱/۱۱۸)(۱۹)امام غَلَطی سے کوئی آیت یا سورت چھوڑ کر آگے بڑھ گیا تو مُستَحَب یہ ہے کہ اُسے پڑھ کر پھر آگے بڑھے۔(عالمگیری،۱/۱۱۸)(۲۰)الگ الگ مسجِد میں تَراویح پڑھ سکتا ہے جبکہ ختمِ قراٰن میں نقصان نہ ہو، مَثَلاً تین مَساجد ایسی ہیں کہ ان میں ہر روز سوا پارہ پڑھا جاتا ہے تو تینوں میں روزانہ باری باری جا سکتا ہے۔ (۲۱)دو رَکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے، آخر میں سجدۂ سہو کر لے اور اگر تیسری کا سجدہ کر لیا تو چار پوری کر لے مگر یہ دو شمار ہوں گی۔ ہاں دو پر قعدہ کیا تھا تو چار ہوئیں۔(عالمگیری،۱/۱۱۸)(۲۲)تین رَکعتیں پڑھ کر سلام پھیرا اگر دوسری پر بیٹھا نہیں تھا تو نہ ہوئیں ان کے بدلے کی دو رَکعتیں دوبارہ پڑھے۔ (عالمگیری،۱/۱۱۸)(۲۳)سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوئیں کوئی کہتا ہے تین، تو امام کو جو یاد ہو اُس کا اِعتبار ہے، اگر امام خود بھی تَذَبذُب (یعنی شک وشُبہ) کا شکار ہو تو جس پر اِعتماد ہو اُس کی بات مان لے۔(عالمگیری، ۱/۱۱۷)(۲۴)اگر لوگوں کو شک ہو کہ بیس ہوئیں یا اَٹھارہ؟ تو دو رَکعت تنہا تنہا پڑھیں۔(عالمگیری،۱/۱۱۷)(۲۵)افضل یہ ہے کہ تمام شفعوں میں قِراءَت برابر ہو اگر ایسا نہ کیا جب بھی حَرَج نہیں، اِسی طرح ہر شَفع(کہ دو رَکعت پر مشتمل ہوتا ہے اس) کی پہلی اور دوسری رَکعت کی قِراءَت مُساوی (یعنی یکساں) ہو، دوسری کی قِراءَت پہلی سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔(عالمگیری،۱/۱۱۷)(۲۶)امام و مقتدی ہر دو رَکعت کی پہلی میں ثنا پڑھیں(امام اَعُوذ اور بِسمِ اللہ بھی پڑھے)اور اَلتَّحِیّات کے بعد دُرُودِ اِبراہیم اور دُعا بھی۔ (دُرِّمُختار و رَدُّالمُحتار، ۲/۶۰۲)(۲۷) اگر مقتدیوں پر

گِرانی (دُشواری) ہوتی ہو تو تشہد کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ پر اِکتفا کرے۔ (بہارِ شریعت،۱/ ۶۹۰- دُرِّمُختار و رَدُّالْمُحتار، ۲/ ۶۰۲) (۲۸) اگر ستائیسویں کو یا اس سے قبل قراٰنِ پاک ختم ہو گیا تب بھی آخر رَمضان تک تَراویح پڑھتے رہیں کہ سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔(عالمگیری،۱/۱۱۸) (۲۹) ہر چار رَکْعَتوں کے بعد اُتنی دیر بیٹھنا مُسْتَحَب ہے جتنی دیر میں چار رَکعات پڑھی ہیں۔(بہارِ شریعت،۱/ ۶۹۰-عالمگیری، ۱/۱۱۵) (۳۰) اس بیٹھنے میں اسے اِختیار ہے کہ چُپ بیٹھا رہے یا ذِکر و دُرُود اور تلاوت کرے یا چار رَکعتیں تنہا نفل پڑھے۔ (دُرِّمُختار، ۲/ ۶۰۰-بہارِ شریعت، ۱/ ۶۹۰) یہ تسبیح بھی پڑھ سکتے ہیں: سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ، سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْھَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ، اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار، یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ، بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ (۳۱) بیس رَکعتیں ہو چکنے کے بعد پانچواں تَرْوِیحہ بھی مُسْتَحَب ہے، اگر لوگوں پر گِراں ہو تو پانچویں بار نہ بیٹھے۔ (عالمگیری، ۱/ ۱۱۵) (۳۲) مقتدی کو جائز نہیں کہ بیٹھا رہے، جب امام رکوع کرنے والا ہو تو کھڑا ہو جائے، یہ مُنافقین سے مُشابہت ہے۔ سورۃُ النّساء کی آیت نمبر 142 میں ہے: ﴿وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ”اور (منافق) جب نَماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے۔“ (بہارِ شریعت، ۱/ ۶۹۳/ غُنیہ، ص ۴۱۰) فرض کی جماعت میں بھی اگر امام رُکوع سے اُٹھ گیا تو سجدوں وغیرہ میں فوراً شریک ہو جائیں نیز امام قعدۂ اُولیٰ میں ہو تب بھی اُس کے کھڑے ہونے کا اِنتظار نہ کریں بلکہ شامل ہو

جائیں۔ اگر قعدے میں شامل ہو گئے اور امام کھڑا ہو گیا تو اَلتَّحِیَّات پوری کئے بغیر نہ کھڑے ہوں۔ (۳۳) رَمَضان شریف میں وِتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے، مگر جس نے عشا کے فرض بغیر جماعت کے پڑھے وہ وِتر بھی تنہا پڑھے۔ (بہارِ شریعت،۱/ ۶۹۲-۶۹۳ مُلَخَّصاً) (۳۴) یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشا و وِتر پڑھائے اور دوسرا تَراویح۔ (۳۵) حضرت سیِّدُنا عمرِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرض و وِتر کی جماعت کرواتے تھے اور حضرتِ سیِّدُنا اُبَی بِن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تَراویح پڑھاتے۔ (عالمگیری،۱/ ۱۱۶) اے ہمارے پیارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں نیک، مخلص اور دُرُست قراٰنِ کریم پڑھنے والے حافِظ صاحب کے پیچھے خشوع و خضوع کے ساتھ تَراویح ادا کرنے کی سعادت نصیب کر اور قبول بھی فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم [1]

رَجَب میں یہ دُعا پڑھنا سُنَّت ہے!

جب رَجَب کا مہینا آتا تو نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ دُعا پڑھتے تھے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو ہمارے لیے رَجَب اور شَعبان میں بَرَکتیں عطا فرما اور ہمیں رَمَضان تک پہنچا۔

(معجم اوسط، ۳/ ۸۵، حدیث: ۳۹۳۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

مدینہ

1 ...... فیضانِ رمضان، ص ۱۷۴ تا ۱۷۹

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ۞ سنتوں کی تربیت کے لیے مدنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ۞ روزانہ ''فکرِ مدینہ'' کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کرکے ہر مدنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مدنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللہ عزوجل۔ اپنی اصلاح کے لیے ''مدنی انعامات'' پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ''مدنی قافلوں'' میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عزوجل



ISBN 978-969-631-963-4
0125721

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net